لا تھنوا و لا تحزنوا و انتم الاعلون ان کنتم مؤمنین (القرآن الحکیم)

الہلال

ایک ہفتہ وار مصوّر رسالہ

مقام اشاعت
۷ - ۱ مکلاوڈ اسٹریٹ
کلکتہ

قیمت
سالانہ ۸ روپیہ
ششماہی ٤ روپیہ ۱۲ آنہ

مدیر مسئول و محرر خصوصی
احمد المکنی بابی الکلام الدہلوی

نمبر ۲۳ کلکتہ: چہار شنبہ ۵ رجب ۱۳۳۱ ہجری جلد ۲
Calcutta : Wednesday, June 11, 1913.

قیمت فی پرچہ ساڑھے تین آنہ

لا تهنوا ولا تحزنوا وانتم الاعلون ان كنتم مؤمنين (القرآن الحكيم)

AL-HILAL

Proprietor & Chief Editor:

Abul Kalam Azad.

7-1 McLeod street.

CALCUTTA.

Telegraphic Address.

"AL-HILAL"

Yearly Subscription, Rs. 8.

Half-yearly " " 4 - 12.

الہلال

ایک ہفتہ وار مصور رسالہ

میر مسئول و مدیر خصوصی

احمد الکلام الدہلوی

مقام اشاعت

۷-۱ مکلاود اسٹریٹ

کلکتہ

عنوان تلغراف

" الہلال "

قیمت

سالانہ ۸ روپیہ

ششماہی ٤ روپیہ ۱۲ آنہ

جلد ۲ — کلکتہ: چہار شنبہ ۵ رجب ۱۳۳۱ ہجری — نمبر ۲۳

Calcutta : Wednesday, June 11, 1913.

فہرست

شــذرات
مسجد مچھلي بازار کانپور ۱
فہرست زر امانۂ ہلال احمر ۴
فلسفۂ فطریہ ۴
فرانس میں استعمال افیون ۳
معـــالۂ افتتـــاحیہ
مسئلۂ سود ۵
مـــذا ارۂ علمیـــہ
اخلاق و آداب میں مرور تي اثر ۱۰
رثائق و حقـــائق
نتائج و عبر ۱۳
کار زار طـــرابلس
مدنیۂ اطالیا ۱۴
ادبیـــات
مذہب یا سیاست ۱۶
مغـــرب اقصی
معرکۂ سینفل ۰۷
تاریخ حسیات اسلامیۂ مسلمانان ہند کا ایک ورق
امانۂ مہاجرین ۲
فہرست چندہ زر امانۂ ہلال احمر ۱۹

تصـــاویر

شائیلاک اور اسکے مقروض کا وکیل ۶
طرابلس میں ایک جرمن پادري کو اطالیوں نے گرفتار کر لیا ۵
طرابلس کے مظلوم و فقیر الحال لوگ جنکو حراست میں رکھا ہے
فاس مراکش کا ایک تاراج شدہ بازار ۱۸

شذرات

مسجد " مچھلي بازار " کانپور

کانپور کی مسجد کے انہدام کا مسئلہ اخبارات تک پہنچ چکا ہے - واقعہ کي تفصیل حسب ذیل ہے :

کان پور میں ایک نئي سڑک نکل رہي ہے ' جس کا نام اے - بي روڈ ہے - یہ سڑک کلس بازار اور مچھلي بازار سے ہوتي ہوئي مول گنج جائیگي - کلس بازار میں ایک مندر سڑک کے وسط میں پڑتا تھا - میونسپلٹي نے اسکے متولي سے مندر کے لینے کي بابت گفتگو کي' چنانچہ ہمیں معلوم ہوا ہے کہ وہ منہدم کردیا گیا -

مچھلي بازار میں بھی ایک مندر بعینہ اسیطرح حائل تعمیر شاہراہ تھا ' اسپر بھی میونسپلٹي نے قبضہ کرنا چاہا مگر اسکے متولي نے صاف انکار کردیا' اور شہر میں یہ خبر گرم ہوگئي کہ اگر مندر مسمار کیا گیا تو میونسپلٹي کے معماروں کا تیشہ پہلے سروں پر پڑیگا' اسکے بعد مندر کي دیواروں کي نوبت آئیگي ! پس ایسي حالت میں ضرور تھا کہ اس مندر کي قسمت کا فیصلہ اسکے پیشرو کي طرح نہوتا -

زمانۂ قدیم کے بر خلاف موجودہ زمانے کي سیاست کے فیصلے خریدے جاسکتے ہیں - البتہ یہ ضرور ہے کہ انکی قیمت نہایت گراں ہوتي ہے -

جن ہاتھوں میں اسقدر قیمت دینے کي ہمت ہوتی ہے ' وہ اسکے فیصلے خرید لیتے ہیں ' پر جو تہي دست ہیں ' انکو محرومي کي شکایت زیبا نہیں -

غالباً پہلے مندر کي طرح اس مندر کیلیے بھي بالا ترین مقامات حکومت سے فیصلہ ہو چکا تھا ' مگر ان حالات کے بعد منسوخ ہوگیا -

یہ واقعہ ہز آنر سر جمس مسٹن بالقابہ کے عہد حکومت کا ایک امید افزا اور سبق آموز واقعہ تھا - ہم نے سنا ہے کہ مژدہ تنسیخ سے ہندؤں کو جسقدر مسرت ہوئی' اتنی ہی مسلمانوں کو بھی ہوئی - اولاً تو اسلیے کہ جہاں تک ہمیں علم ہے' کانپور کے ہندو اور مسلمانوں کے تعلقات نہایت خوشگوار ہیں' ثانیاً اسلیے بھی کہ دنیا کے قانون حیات اجسام اور حکومتوں کے اصول کار کا ایک تازہ ترین تجربہ ہوگیا تھا' اور معلوم ہوگیا تھا کہ اگر مسلمان بھی اپنے شعائر دینیہ اور ناموس ملت کی حفاظت کے لیے استقامت و پامردی کے ساتھہ کوشش کرینگے' اور اسکی مطلوبہ قیمت دینے کے لیے تیار رہینگے تو ضرور انکی خواہشوں کا بھی لحاظ رکھا جائیگا -

اس واقعہ کے چند دنوں بعد مسلمانوں کو معلوم ہوا کہ اس مندر کے مغرب و جنوب میں چند گز کے فاصلے پر جو ایک مشہور و آباد مسجد واقع ہے' اسکا بھی ایک حصہ صرف اسلیے لے لیا جائیگا کہ مجوزہ سڑک کی کجی نکل جائے -

حسن اتفاق سے اسی زمانے میں صوبہ کے ہر دلعزیز لفٹنٹ گورنر دورہ فرماتے ہوئے کانپور تشریف لائے -

بورڈ کے بعض مسلمان ممبروں نے ہز آنر سے مسئلۂ مسجد کے متعلق گفتگو کی - جہاں تک ہم کو علم ہے' ہم یہ کہنے کیلیے وجوہ پاتے ہیں کہ ہز آنر نے حسب عادت اسپر نہایت ہمدردی ظاہر کی اور اطمینان دلایا کہ مسلمانوں کی مذہبی عمارات کا احترام ہر حال میں ملحوظ رہیگا -

اس سے زیادہ کسی وعدے کیلیے صاف اور صریح الفاظ نہیں ہو سکتے' جو کہے گئے تھے کہ " ہندو مسلمانوں کے معابد میں کسی طرح بھی دست اندازی نہیں کیجائیگی "

صوبے کے سب سے بڑے حاکم کے اطمینان دلانے کے بعد پبلک کو ضرور مطمئن ہونا ہی چاہیے - پھر ایک وعدہ کی حیثیت سے دیکھیے تو اسکا اخلاقی احترام نا گزیر ہے - پس مسلمانان کانپور بالکل مطمئن اور فارغ البال ہوکر بیٹھہ گئے - جو قوم آج تمام مساجد عالم کی طرف سے بے پروا اور فارغ البال ہو' جسکو ان تمام مساجد سے اعظم و اقدس' اس عبادت گاہ الہی اور اولین مسجد اسلام کی طرف سے بھی کوئی بے اطمینانی اور تشویش فکر نہو' جسکا وجود اسکی ہستی ملی و دینی کا حقیقی سر چشمۂ حیات ہے' وہ اگر ایک ملک کے ایک شہر' اور ایک شہر کی بھی ایک مسجد کی فکر سے فارغ و آسودہ خاطر ہو بیٹھے' تو یہ کونسی تعجب کی بات ہے ؟

مسلمانوں کی غفلت تو ضرور قابل تعریف ہے کہ دنیا کی کوئی فکر بھی اسمیں خلل انداز نہیں ہو سکتی' لیکن قدرت کی اس ضد کی بھی داد دینی چاہیے کہ اسنے بھی انکے ہر اطمینان کو اضطراب سے بدلدینے کا پورا تہیہ کر لیا ہے - ہمارے ہر اطمینان کی طرح اس اطمینان کی عمر بھی زیادہ نہ نکلی - تھوڑی ہی مدت کے بعد امپرومینٹ ٹرسٹ کمیٹی نے اس صاف و صریح وعدے کے باوجود' یہ رزلیوشن پاس کر دیا :

" مسجد کا مشرقی حصہ لے لیا جائے اور اسکے عوض میں مسلمانوں کو مسجد کے مغربی حصے میں زمین کا ایک ٹکڑا دیدیا جائے "

کمیٹی کا یہ رزولیوشن جب بورڈ کے جلسے میں تصدیق (کنفرمیشن) کے لیے پیش کیا گیا' تو مسلمان ممبروں نے اسکی مخالفت کی' اور بالاخر اس جلسے میں اس رزولیوشن کی تصدیق ملتوی کر دینی پڑی -

قاعدہ ہے کہ اہم اراضی متنازعہ فیہ کے معائنہ کے لیے مجسٹریٹ ضلع خود آتا ہے - چنانچہ بیان کیا گیا ہے کہ مجسٹریٹ ضلع کانپور مسجد کے معائنے کیلیے بہ نفس نفیس تشریف لائے اور " بوٹ پہنے ہوے " مسجد کے اندر تشریف لے گئے - معززین شہر اور مقربان بارگاہ میں سے اکثر اصحاب انکے پیچھے پیچھے دست بستہ موجود ہونگے' مگر مجھے اسمیں شک ہے کہ کوئی " مسلمان " بھی انکے ساتھہ تھا یا نہیں ؟

اس معائنہ کے بعد شہر کے سر بر آوردہ مسلمانوں کا وفد کلکٹر ضلع کے در دولت پر حاضر ہوا' اور " اپنی چہل سالہ مسلمہ قومی پالیسی " کے اصول پر بصد عجز و نیاز و الحاح و زاری التجا کی کہ اپنے فرمان واجب الاذعان پر نظر ثانی فرمائی جائے' لیکن ارشاد ہوا کہ قضاء مبرم کے فیصلے میں ترمیم ممکن نہیں !

بورڈ کا جب دوسرا جلسہ ہوا تو اسمیں ایک مسلمان ممبر نے اسکی نسبت تجویز پیش کی' مگر نا منظور کر دی گئی -

اس معاملے کی سرگذشت میں سب سے زیادہ اہم اور قابل ذکر واقعہ یہ ہے کہ اس مسئلے میں مسلمانوں کی اعانت کیلیے بورڈ کے انصاف پسند ہندو ممبر بھی مستعد تھے' اور اس سے کانپور کے ہندو مسلمانوں کے تعلقات کی نسبت تعجب انگیز مسرت ہوتی ہے -

بورڈ کے تیسرے جلسے میں ہندو اور مسلمان ممبروں نے متفقہ طور پر ایک اور رزولیوشن پیش کیا' جس کا مقصد یہ تھا کہ " مسجد کا کوئی جزو کسی حالت میں بھی نہ لیا جائے' اور اگر بالفرض بورڈ کے کسی ایکٹ کی رو سے ایسا کرنا جائز بھی ہو' تو وہ ایکٹ منسوخ کر دیا جائے " لیکن بورڈ کے تمام انگریز ممبروں نے قاطبۃً اس تجویز سے اختلاف کیا' اور خود چیرمین صاحب نے انکا پوری قوت سے ساتھہ دیا -

تعداد میں ہندو مسلمانوں کی متحدہ تعداد زیادہ تھی - قاعدہ سے اس کو پاس ہو جانا چاہیے تھا' مگر پاس ہونا یا نہونا صرف تعداد کی اقلیت و اکثریت ہی پر موقوف نہیں ہے' اور صرف تعداد کے دیوتا کی پوجا جو آج ہندو مسلمان اپنے تعلقات کے مسائل میں کر رہے ہیں' انہیں کون سمجھائے کہ یہی انکی سب سے بڑی گمراہی ہے - اصل شے قوت ہے' اور ایک قوی وجود بھی ہو' تو وہ ہزارہا انسانوں پر غالب ہوتا ہے - جب یہاں ایک اور ہزاروں کا مقابلہ کیا جا سکتا ہے تو پھر اس مقابلے کی نسبت زیادہ بحث کرنے کی کوئی ضرورت نہیں' جس میں ہندو مسلمان ممبروں کے مقابلے میں ایک سے بہت زیادہ افراد حکومت کی صدائیں کار فرما تھیں' اور اگر یہ بھی نہ ہوتا' جب بھی صرف چیرمین صاحب بہادر کی ایک نگاہ گرم ہی کیا کم تھی ؟

بہر حال رزولیوشن منظور نہوا' البتہ ہندو مسلمان ممبروں کے اتحاد اور یک رائے ہو جانے کا یہ نتیجہ ضرور نکلا کہ اس رزولیوشن کی جگہ ایک دوسرا رزولیوشن اس مضمون کا قرار دیا گیا کہ بورڈ ہز آنر سے سفارش کرے کہ مسجد کا وہ حصہ منہدم نہ کیا جائے

اسکے بعد بعض حضرات کے مشورے سے یہ طے پایا کہ ہز آنر کی خدمت میں ایک میموریل بھیجا جائے - چنانچہ ایک میموریل تیار کیا گیا' جس پر عمائد' رؤسا' علماء اور اعیان شہر میں سے ۱۲ - ہزار آدمیوں کے دستخط تھے - علماء شہر کا ایک فتوی بھی اسکے ساتھہ منسلک کیا گیا تھا -

" چہل سالہ مسلمہ قومی طرز تحریر " کے مطابق یہ میموریل کمال عجز و تذلل کے " اظہارات اسلامیہ " سے لبریز تھا' اسکا آغاز

اور اتمام ' دونوں دعا پر تھا ' اور اسکا لفظ لفظ الحاح و منت ' خشوع و خضوع ' ارادات و عقیدت ' و تضرع و ابتہال تعبدانہ میں ڈوبا تھا !!

تا ہم جو واقعات اخبارات میں شائع ہوے ہیں ' انسے معلوم ہوتا ہے کہ ہز آنر بالقابہ نے مقامی حکام سے مشورہ کے بعد میموریل مسترد کردیا :

برهمن می شدم گر اینقدر زنار می بستم !!

کانپور کی خصوصیت نہیں - ہر جگہ اس طرح کے کاموں کو عوام انجام دے نہیں سکتے ' اور بد قسمتی سے خواص نے ' جو آج اسلام کے جزو کل کو اپنے ہاتھوں میں رکھنے کے خواہشمند ہیں ' صرف دعاؤں کے اٹھے ہوے ہاتھوں ' اور زمین پر ور بسجود سروں کے رکھنے ہی کی مشق کی ہے - حالانکہ اسطرح عالم کی ادنے ترین موجودات یعنے جمادات تک کا مقابلہ ممکن نہیں ' چہ جائیکہ بے روح اور دارائے قوت انسان کا ' جو صرف قوت ہی کا قائل ' اور صرف زور ہی کا بندہ ہے !

یہ سچ ہے کہ حریفانہ طلب حق کی جگہ عجز و تذلل کے ساتھہ التماس معروضات ' زیادہ آسان اور آرام دہ طریقہ ہے ' اور بہتر تھا کہ ہمیں اسی کا عادی رکھا جاتا ' لیکن کیا کیجیے کہ حالات و تجارت اور صد مشاہدات و نتائج اسکے بر عکس ہیں ' اور اگر اپنی گذشتہ اور موجودہ حالت پر قانع نہ رہیں ' تو اسمیں ہمارا قصور نہیں -

اسي کانپور میں ' اسي معاملے سے متصل ' اور اسي مسئلہ کے مماثل ' دو مندروں کا واقعہ موجود ہے - پہلا منہدم ' مگر دوسرا اپنے وجود حي و قائم کے اندر ایک صداے تنبہ ' اور ایک اعلان بصیرت ہے - پھر کیا وہ اس قانون حیات کي شہادت نہیں دے رہا کہ " ہر شے کي زندگي صرف اسکي قوت کے اظہار میں ہے ' نہ کہ تذلل اور عجز انکسار میں " ؟

یہ تو تازہ واقعات ہیں ' گذشتہ واقعات کو بھي اگر سامنے لایا جاے تو اسي کانپور میں نظائر کي کمي نہیں ' مولگنج کے چوراہے پر بھی ایک مسجد واقع ہے - جب ہالسي روڈ نکل رہی تھي تو بعینہ ایسا ھي واقعہ پیش آیا تھا ' یعني مسجد کا ایک حصہ لیے بغیر سڑک صاف نہیں ہوسکتي تھی - اسوقت کلکٹر ضلع ہالسی صاحب تھے - مسلمانوں کا ایک وفد انکے پاس گیا اور اسوقت کے مسلمان شاید اسوقت کے سے مسلمان نہ تھے - اس مسئلے کی بابت گفتگو کی - صاحب موصوف نے شعائر اسلامیہ پر دست درازي مناسب نہ سمجھی ' مسجد کی ایک انچ زمین بھی نہ لی ' اور سڑک کو ویسا ہی رہنے دیا - چنانچہ آج تک یہ مسجد ۴ - فیٹ سڑک پر نکلی ہوئی ہے ' اور میں خود اسے دیکھہ چکا ہوں -

وہی حاکم ہے اور وہی قانون - پھر یہ کیا ہے کہ جس عمارت پر آج سے پہلے دست درازي جائز نہیں رکھی گئی تھی ' اس پر آج با ایں ہمہ گریہ و زاري ' تضرع و فغاں سنجی ' اظہار وفا کیشی و دعا گوئی ' بے نیازانہ دست درازي کیجا رہی ہے ؟ یہ زمانہ قوت پرستی کا ہے - اسمیں فغاں سنجی بے سود ' اور اشکباري بیکار سمجھی جاتی ہے - جس قوم کا مبلغ جد و جہد یہیں تک ہو ' اسکو کوئی زندہ تسلیم نہیں کرتا - مردوں کو ٹھکراتے ہیں ' مگر زندہ انسان کی تعظیم کیلیے استقبال کیا جاتا ہے !

بہرحال یہ تو اس مسئلے کي پچھلے سر گذشت تھي - میموریل بھیجنے والوں اور رزولیوشن پاس کرنے والوں کو جو کچھہ کرنا تھا کرلیا ' اور جو کچھہ اسکے نتائج تھے ' سامنے ہیں ' لیکن اب سوال یہ نہیں ہے کہ کل تک کیا ہوا ؟ بلکہ غور اسپر کرنا ہے کہ کل کیا ہوگا ؟

عہد و مواعید ' امید و توقع ' سعي و سفارش ' آہ و زاري ' عرض تمنا ' اور امروز و فردا ' تابکے ؟ اور غفلت و اہمال تا کجا ؟ کچھہ عجب نہیں کہ عمائدین کانپور کو اپني دعا ہاے اقبال دولت ' اور گدایانہ التماسات و معروضات سے فرصت نہ ملے ' اور اسلام کي ناموس و عزت کا جو کچھہ فیصلہ ہونے والا ہے ہوجاے - ہمارا تخاطب اسوقت عمائدین کانپور سے نہیں بلکہ وہاں کي عام پبلک سے ہے - ہم کو تازہ ترین حالات معلوم نہیں ' لیکن آخري اطلاعات تک حالات بدستور تھے - اگر انہیں اپنی مسجد کا بھی وہی حال دیکھنا منظور نہیں ' جو حال میں انکے سامنے ایک مندر کا ہوچکا ہے ' تو خدا را آنے والے وقت کو محسوس کریں ' اور اپنی اور اپنی مسجد مقدس کی عزت کی حفاظت کو ارباب دولت و جاہ و رسوخ کے ہاتھوں میں بالکل چھوڑ دینے کی جگہ ' خود اپنے ہاتھوں میں لیں - کچھہ ضرور نہیں کہ قانون کي خلاف ورزي کي جاے - پورے امن ' اور پورے سکون کے ساتھہ ہم اپنے ہر حق کیلیے اپنے جذبات اور انکي قوت کا اظہار کر سکتے ہیں - عام باشندگان شہر کو فوراً عید گاہ میں ایک عظیم الشان جلسہ منعقد کرنا چاہیے - شہر کے علماء اور بزرگان دیني کا فرض اصلي ہے کہ اس معاملے کو غیر متزلزل قوت اور محکم ثبات کے ساتھہ اپنے ہاتھہ میں لیں ' اور تمام مسلمانان شہر کو اس جلسے میں حکماً جمع کریں - اس دن شہر کي دکانیں بند ہوني چاہییں ' اور ہر کاروباري مسلمان کو اپنے خداے قدوس و ذوالجلال کي عبادت گاہ کی عزت کیلیے ایک دن وقف راہ الہی کر دینا چاہیے - جلسہ پورے سکون اور وقار کے ساتھہ ہو ' مگر اسکی در و دیوار تک سے جوش ملی و جذبۂ اسلام پرستی کی گرمی کے شرارے نکلیں - اسمیں یہ صاف صاف ظاہر کر دیا جاے کہ مسجد کی سوا ہمیں کچھہ معلوم نہیں کہ ہم مسلمان ہیں ' اور ہمارے جسموں سے زندہ گوشت کے بڑے بڑے ٹکڑے ' کٹي ہوئي رگوں اور ٹپکتے ہوے خون کے ساتھہ کاٹ لیے جاسکتے ہیں ' مگر یہ محال قطعي ہے کہ مسجد کي زمین ' اسکي عمارت ' بلکہ اسکي چار دیواري کے اندر کے کسي جزو سے ' ایک انچ ' ایک انگل ' ایک جو برابر بھی کوئی ٹکڑہ الگ کیا جاسکے !!

تم اپنے اندر قوت پیدا کروگے تو قوت بھي تمہارا ساتھہ دیگي - خدا تعالی نے اپنے مخلص بندوں کي صرف اتني ھي تعریف نہیں کي کہ وہ اللہ کو پکارتے ہیں (ان الذین قالوا ربنا اللہ) بلکہ اسکے ساتھہ یہ بھي کہا کہ " ثم استقاموا " پھر اسپر مظبوطي کے ساتھہ جم بھي گئے ہیں - پس استقامت اصل کار ' اور تمام کامیابیوں اور نصرت یابیوں کا سبب اصلي ہے -

مسجدوں کي جب کبھي بحث چھڑتي ہے تو یہ صرف چند عمارتوں کا سوال نہیں ہوتا ' بلکہ قومي عزت و ذلت ' اور دیني تذلیل و تعظیم کا - ایک نظیر اگر آج قائم ہوتي ہے ' تو کل کیلیے اسکے دامن میں ہزاروں واقعات پنہاں ہوتے ہیں - اس وقت مسجد کے وضو خانے کا سوال ہے - کس کو معلوم ہے کہ کل محراب و ممبر کا نہوگا ؟ اگر مسجدیں ڈھاکر سڑکیں نکالی جا سکتی ہیں ' تو پھر اقلیم ہند کے کسي شہر کی کسی مسجد کي زندگي بھی خطرے سے خالی نہیں -

اگر مسلمانان کانپور نے خود استقامت دکھلائی ' تو وہ مطمئن رہیں کہ تمام مسلمانان ہند انکے ساتھہ ہیں ' اور پھر ضرور ہے کہ ہز آنر سر جیمس مسٹن بالقابہ کی دانشمند گورنمنٹ بھي انکی انصاف طلبی کي صدا سے اغماض نہ کریگی - واللہ عاقبۃ الامور -

فہرست زر اعانۂ ہلال احمر

زر اعانۂ دولۃ علیہ کی فہرست گذشتہ نمبر میں جہاں تک شائع ہوچکی ہے' اسکا میزان مجموعی حسب ذیل ہے - ابھی بقیہ فہرست کی اشاعت باقی ہے' اور سلسلہ برابر جاری رہیگا -

کل رقم مجموعی از ابتداء فہرست	۱۸'۲'۲۲ -
روانہ شدہ باسم ہلال احمر	۱۱'۳'۹ -

فہرست نمبر (۱) کی مجموعی رقم ۱۱'۸'۳ - تھی' جو ہلال احمر کے عام چندے میں شامل کردی گئی - اسکے بعد ۳ - سو پاونڈ فہرست نمبر ۲ و ۳ و ۴ و ۵ - سے روانہ کیے گئے - پس دونوں کی مجموعی رقم کا یہ میزان ہے -

باسم وزیر اعظم دولۃ علیہ بلا تخصیص ہلال احمر	۵۰۰'۱۱ -
بقیہ	۷'۴۰'۲

جو فہرست اسی نمبر سے شائع ہوگی' اسکی رقوم اسکے علاوہ ہیں -

ان رقوم کی فراہمی میں جن حضرات نے سعی فرمائی اور نیز جو حضرات آج بھی مصروف سعی ہیں' بیجا ہوگا اگر الہلال انکا شکر گذار ہو' کیونکہ انہوں نے جو کچھ کیا ہے' اسکی شکر گذاری کا حق کسی انسان کو نہیں - انکا اجر صرف اللہ کے یہاں ہے' اور وہی بس کرتا ہے -

---

فلسفۂ فطریہ فلسفہ سے حکمت عملی اور حقائق اشیا سے آگاہی مراد ہے - فیلسوف یا فلاسفر کی اصطلاح ایسے لوگوں کے لیے استعمال ہوا کرتی ہے' جو ہر ایک چیز کو نقد و اختبار کی نظر سے دیکھتے ہوں اور کسی شے کی نسبت سرسری حیثیت سے کوئی حکم نہ دیتے ہوں - یہ بات تو پرانی تھی' لیکن یورپ کی قوت اختراع نے اب ایک اور فلسفہ ایجاد کیا ہے' جس کا مدعا یہ ہے کہ کسی چیز کی نسبت فیصلہ کرنے کے لیے حقیقت شناس نظر کی حاجت نہیں - اس فلسفہ کا نام فلسفہ فطریہ ہے' اور اس کے علم بردار لندن کے فیلسوف پادری (ڈاکٹر ہارٹن) ہیں - انہوں نے " کنٹمپوریری ریو " کی تازہ اشاعت میں ہندوستان کے آداب و اخلاق پر بحث کی ہے' اور اس ذیل میں ہندوستان کے لیے استقلال اداری (سیلف گورنمنٹ) کے حقوق اس لیے تسلیم نہیں کیے ہیں کہ " محکمہ پولیس و ریلوے اور بیشتر سرکاری دفاتر کے ہندوستانی اہلکار' جھوٹے' رشوت خوار' غماز' بے اعتبار ہوا کرتے ہیں - یہ ملک ایسی سوسائٹی پیدا کرنے سے قاصر ہے' جس کے ایوان وطنیت کے ستون صداقت و عزت نفس اور انصاف و رحم قرار دیے جاسکیں" اس الزام کو ایک حد تک مان لینا چاہیے اور ہر ایک سچے ہندوستانی کو اس کے مٹانے کی کوشش کرنی چاہیے' لیکن اگر یہ واقعہ صحیح ہے کہ دو برس ہوے' مسٹر کیر ہارڈی نے دیوان عام (ہاؤس آف کامنس) میں فرقۂ عمال (لیبر پارٹی) کی اخلاقی کمزوریوں کا ذمہ دار گورنمنٹ کے طرز عمل کو قرار دیا تھا' اور مسٹر بونر لا کی تقریر بھی اس کی تائید میں تھی' تو سوال یہ ہے کہ ہندوستان کے تنزل آداب و زوال اخلاق کا کون ذمہ دار ہے؟ اور یہ ذمہ داری کیونکر پوری ہو سکتی ہے؟

این سخن را چہ جوابست' تو ہم می دانی!

احسن المسائل کامل کا اردو ترجمہ کنز الدقائق - فقہ کی کتاب مستند - قیمت ایک روپیہ - پتہ : منیجر مطبع فاروقی دہلی

فرانس میں استعمال افیون دماغی قوی میں غیر طبعی ولولہ و ہیجان پیدا کرنے کے لیے یورپ نے مختلف قسم کے پر تکلف مکیفات پسند کر رکھے ہیں' لیکن یہ چیزیں سرور کے لیے کافی نہ تھیں - تکمیل سرخوشی کے لیے پیرس میں اب افیون کا استعمال بھی شروع ہو گیا ہے' اور وہ بھی عیش پرست فرقہ ہی میں نہیں' بلکہ جنگی بیڑہ کے افسروں اور ملاحوں میں - فرانسیسی اخبارات اس موضوع پر طویل الذیل مضامین شائع کر رہے ہیں کہ شراب کے استعمال نے سروں سے دستار تو پہلے ہی اچھال دی تھی' اب افیون کی آمیزش سے دیکھیے سر بھی باقی رہتا ہے یا نہیں؟ حال میں وزیر بحریہ نے فرنچ اخبار " ماتن " کو اطلاع دی ہے کہ اس کے استیصال کے لیے حکومت مناسب تدبیریں اختیار کرنے کی تحریک منظور کر چکی ہے -

اس واقعہ کو ہندوستان کی حالت سے ملائیے کہ یہاں افیونیوں کا شمار اس قدر وسیع ہے؟ مگر بجاے اس کے کہ سد باب کے لیے گورنمنٹ کوئی حکم نافذ کرتی' پندرہ بیس برس پہلے لکھنؤ میں ایک آنریبل ممبر سے استعمال افیون کی تائید و تصویب میں تقریر کرائی گئی تھی' اور اس سے بھی چالیس پچاس برس پہلے جب چین میں استیصال افیون کی پہلے پہل تحریک ہوئی تھی تو مولف تاریخ چین (جیمس کارکرن) کی تشریح کے مطابق برطانیۂ عظمی کو اس سے جنگ کرنی پڑی تھی کہ ترک افیون کی وجہ سے جب چین میں افیون کی کھپت نہوگی تو ہندوستان کے مالیہ کو نقصان پہونچیگا!!

پچھلے چند سالوں میں چین کی آہ و زاری سے مجبور ہو کر افیون کے مسئلے پر توجہ بھی کی گئی تو ایسے قیود و شرائط کے ساتھہ' جنکی وجہ سے برطانیہ کا دست کرم ابھی ایک عرصے تک ہندوستان اور چین میں اس جام مسموم کی بخشش جاری رکھیگا!!

نزدیکاں دور و دوراں نزدیک!! پولینڈ کا ملک' جسے عربی میں بولونیا کہتے ہیں' ایک مدت سے جرمنی' آسٹریا اور روس کے درمیان تقسیم ہو چکا ہے - جرمنی سے جو حصہ متعلق ہے' اس کی مجلس حرب (جنگی کونسل) کے نائب الرئیس (وائس پریسیڈنٹ) موسیو سیداہ نے ریچستاگ (جرمن پارلیمنٹ) کی گذشتہ نشست (سشن) میں ترکی پولینڈ کے تعلقات پر بحث کرتے ہوے تقریر میں اس پہلو پر زور دیا تھا :

" دولۃ عثمانیہ دوستانہ سلوک اور مہربانی کے برتاؤ کی مستحق ہے - بر اعظم یورپ میں یہی ایک سلطنت ہے' جس نے اس زمانے میں پولینڈ کی حمایت کی' جبکہ تمام یورپ اس کا دشمن ہو رہا تھا' اور خود مسیحی دنیا اس کو پامال کرنے کی فکر میں تھی - پولینڈ تقسیم بھی ہو گیا اور یورپ نے اس انقسام کو تسلیم بھی کر لیا' مگر ترکی نے اب تک اس کی تصدیق نہیں کی - ایسی شریف سلطنت کے دکھہ درد میں شریک نہونا احسان فراموشی ہے "

اس تقریر کا جرمن قوم پر تو کچھہ اثر نہوا' مگر پول (اہل پولینڈ) نہایت متاثر ہیں اور ترکوں کے لیے بڑی فراخدلی سے' چندہ فراہم کر رہے ہیں -

پولینڈ کی نصرانیت کو تو اسلام سے یہ ہمدردی ہے' مگر ہندوستان میں اسلام بعض ایسی صورتوں کے اندر بھی موجود بتلایا جاتا ہے' جو ترکوں کی اعانت کے جذبات کو مسلمانان ہند کی قوتوں کی بربادی بتلاتے ہیں!!

الہلال

۰۰ رجب ۱۳۳۱ ہجری

مسئلۂ سود

به تذکرۂ تحریک انریبل خواجہ غلام الثقلین صاحب

(۱)

یا ایها الذین آمنوا ! لا تاکلوا الربا اضعافاً مضاعفہ ' واتقوا اللہ ' لعلکم تفلحون (۳ : ۱۲۵)	مسلمانوں ! سود کے لینے سے پرہیز کرو کہ وہ (سود در سود کی صورت میں) دگنا چوگنا ہوتا چلا جائے ' اللہ سے ڈرو (کہ ظلم و زیادتی سے اسکا غضب ظہور میں آتا ہے -) عجب نہیں کہ اس طرح تم دنیا میں فلاح پاؤ -

انریبل خواجہ غلام الثقلین صاحب نے پچھلے دنوں مسئلہ سود کے متعلق صوبجات متحدہ کی کونسل میں جو مبسوط تقریر کی تھی ' وہ تمام اخبارات اردو و انگریزی میں چھپ چکی ہے - میں وقت فرصت کا منتظر تھا کہ اسکو پڑھسکوں -

اس تقریر کا اخبارات نے عام طور پر تذکرہ کیا ہے ' لیکن میں اسکو دوسری نظر سے دیکھتا ہوں -

سب سے پہلے جناب خواجہ صاحب کو ایک ایسے ضروری اور اہم مسئلے پر ایک مبسوط ' مدلل' اور پر مغز تقریر کرنے کیلیے تمام قوم کی طرف سے مبارک باد کا مستحق سمجھتا ہوں - انہوں نے فی الحقیقت ممبری کے انتخاب کیلیے بہت جلد اپنے تئیں مستحق ثابت کردیا ' اور انکی قابلیت اور قومی خدمات کے قدیمی ولولے اور جوش کو پیش نظر رکھتے ہوے' اس بارے میں جو توقعات کی جاسکتی تھیں' سچ یہ ہے کہ ان میں ذرا بھی نا کامی نہیں ہوئی -

ہماری حالت اپنے ہم وطن بھائیوں سے بالکل مختلف ہے ' اور حالت مختلف ہے تو ہماری تحسین و تقبیح اور جرح و تعدیل کو بھی مختلف ہونا چاہیے - ان میں قابلیت اور اداء فرض کا قحط نہیں ہے - وہ مجالس عامہ اور کونسل کے ہال ' دونوں میں اپنی قابلیت کے بہتر سے بہتر مظاہر رکھتے ہیں ' اور موجودہ ہندوستان کے چہل سالہ عہد میں انہوں نے اپنے کاموں کی ایک اچھی تاریخ مرتب کرلی ہے - لیکن ہماری حالت انسے بالکل متضاد ہے - قابلیت اور اداء فرض ' دونوں میں ہمارا خانۂ عمل صفر سے زیادہ نہیں - پس ایسی حالت میں اگر ہماری قوم کے اندر کوئی چھوٹا سے چھوٹا کام بھی قابلیت اور صداقت کے ساتھہ انجام پاے' تو اسکو اوروں کے بہتر سے بہتر کام کے برابر سمجھنا چاہیے - جوہریوں کے بازار میں ہیرے کے مرصع ہار کو بھی کوئی نہیں پوچھتا ' لیکن کسی کوئلے کی کان میں موتی کا ایک دانہ بھی لیکر نکل جائیے' تو ہر شخص کی نظر پڑیگی کہ یہ کیا چیز ہے ؟

کونسل کی تاریخ میں مسلمان ممبرونکا تذکرہ

ہندوستان میں مجلس وضع قوانین کی ابتدا کو ایک قرن سے زیادہ زمانہ گذر گیا ' اور رفارم پر بھی کونسل کا ایک پورا عہد انتخاب گذر چکا ہے - لیکن اس تمام عرصے کی پوری تاریخ پڑھہ ڈالیے - یہ کیسی شرم کی بات ہے کہ وہ تمام تر صرف ہندؤں کی قابلیت' آزاد بیانی' حق پرستی ' اور اداء فرض کے صدہا کارنامہ ہاے جلیلہ و عظیمہ کی سرگذشت ہے ' اور سواے ایک واقعہ کے ' مسلمانوں کیلیے کوئی تذکرۂ نمایاں اپنے اندر نہیں رکھتی !

ایک واقعہ سے میرا مقصود سید صاحب مرحوم ہیں ' جو کونسل کے ابتدائی عہد میں دو بار شامل کیے گئے ' اور جنہوں نے مشہور " البرٹ بل " کے مباحثہ میں یادگار حصہ لیا تھا -

اور رفارم کے بعد صرف مسٹر مظہر الحق کو جانتا ہوں ' جنکو مسلمان ممبروں کی عام حالت سے یقیناً مستثنی کردینا چاہیے -

کونسل کے اندر اظہار قابلیت کے متعدد مواقع ہیں - سب سے پہلی چیز تو مناسب اور ممکن النفاذ قوانین کا مسودہ پیش کرنا ہے - پھر عام مباحث و مذاکرات میں علم و قابلیت اور اجتہاد فکر و راے کے ساتھہ حصہ لینا ' ہر معاملہ اور قانون کے متعلق ملکی مصالح اور اغراض کی حمایت کرنا ' سرکاری تجاویز و خیالات کے بے اعتدالانہ اثر کی اعتدال و قابلیت کے ساتھہ مخالفت کرنا ' بجٹ وغیرہ کے اہم مواقع پر عمدہ اور مفید مباحث و انتقادات پیش کرنا ' ملک کی عام حالت پر نظر رکھنا ' اور اسکے درس و مطالعہ سے کونسل کے کاموں میں مدد لینا ' شمار و اعداد کو ہر معاملے کی نسبت خاص طور پر محفوظ رکھنا ' اور ہر بحث میں ان سے کام لینا ' مفید اور نتیجہ خیز سوالات کرنا ' اور انکے جوابات سے ملک کی عام معلومات اور راے میں اضافہ' اور حکومت کی غلطیوں کا انکشاف کرنا - یہ ' اور اسی طرح کے صدہا مواقع ہیں ' کہ ایک قابل شخص کی قابلیت کیلیے کونسل ہال میں آزمایش ہو سکتے ہیں -

پھر حق گوئی اور راست بیانی ایک جوہر اصلی ہے ' جسکی ہر موقعہ پر ضرورت ہے - اور جو ایک روشنی ہے' جس سے کونسل کا ہال ہی نہیں بلکہ ہر جگہ روشن ہوسکتی ہے -

لیکن افسوس کہ اس تمام عہد گذشتۂ و رواں میں مسلمان ممبروں نے ' ان تمام امور میں سے کسی ادنی ترین کام کا بھی اپنے تئیں اہل ثابت نہیں کیا -

البتہ ایک چیز ہے ' جسکی قابلیت کا انہوں نے ہر موقعہ پر ثبوت دیا - اور ایسا قاطع و مانع ' کہ ہندوستان کی کوئی قوم اسکے مقابلے میں اپنے عجز صریح کو نہیں چھپا سکتی - یعنے ملک اور ملکی امیدوں کی تذلیل' جہل و نادانی کے ساتھہ ہر سرکاری خواہش کا استقبال ' اور ہر صداے حکومت کے آگے بلا تامل رکوع و سجود - اور یہ وہ صفت ملکوتیہ ہے ' جو ملاء اعلی و کروبیان عالم بالا کیلیے بھی بہترین وصف ہے ' چہ جائیکہ کونسل ہال میں انسانوں کیلیے کہ : لا یسبقونه بالقول ' وهم بامره یعملون !! (۱)

اس سے بھی زیادہ درد انگیز بات یہ ہے کہ برائی کے ظہور کی اصلاً دو شکلیں ہوتی ہیں : ایک نیکی کا عدم ' اور دوسرا بدی پر اصرار - پہلی صورت بہتر ہے' اگر دوسری صورت پیش نہ آے - ایک شخص کچھہ نہیں کرتا - یہ بری بات ہے - لیکن اس شخص سے تو وہ ہزار درجہ بہتر ہے ' جو نہ صرف یہ کہ نیک کام نہیں کرتا ' بلکہ

(۱) سورۂ انبیا میں یہ آیۃ فرشتوں کی تعریف میں ہے یعنی وہ اللہ کے احکام پر ایسے عامل ہیں کہ اسکے کسی حکم کے خلاف نہیں کرتے - (ملا)

اس سے بھی زیادہ یہ کہ برائیوں پر مصر ہے :

مرا بخیر تو امید نیست ' شر مرساں

مسلمان ممبروں نے اتنا ھی نہیں کیا کہ اپنے وجود سے کچھہ کام نہیں لیا ' بلکہ اس سے زیادہ یہ ' کہ جب کبھی کچھہ کام لیا بھی تو یہی لیا کہ ملک کو نقصان پہنچایا ' اور ھمیشہ اسکی بہترین امیدوں کیلیے ایک سنگ گراں بنکر حائل راہ رہے - یہ ھماری پیشانی پر ایک ایسا داغ سیاہ ہے ' جو افسوس کہ مٹ نہیں سکتا -

بہر حال یہ تو خود ایک مبحث ہے - ضمناً ذکر آجاتا ہے تو خیالات کو روک نہیں سکتا - خواجہ صاحب کی تقریر پڑھکر مجھے سب سے زیادہ خوشی یہ ہوئی کہ کونسل ہال میں ایک مسلمان ممبر نے ایک اہم اور ضروری مسئلہ کی نسبت لب کشائی کی ' اور اسپر قابلیت اور صرف وقت کے ساتھہ غور کیا - یہ بات فی نفسہ گو بہت اہم نہو ' مگر ہمارے بازار میں جس جنس علم کی نایابی ہے ' اسکے ملنے پر خصوصیت کے ساتھہ کیوں نہ خوش ہوں ' گو اوروں کے ہاں وہ عام ہو -

مسئلہ سود اور قرآن کریم

خواجہ صاحب نے اپنی تقریر میں (سود در سود) کے اُن نتائج پر قانون کو توجہ دلائی ہے ' جس نے تاریخ کے قدیم ترین زمانے کی طرح اس دور میں بھی انسانوں کی آبادیوں کو ویران کیا ہے ' انکی کوشش اور محنت کے نتائج کو بغیر کسی حق طبیعی کے دوسروں کی طرف منتقل کردیا ہے ' اور نہیں معلوم کتنے عالیشان محل ہیں ' جو اسکی بدولت خاک کا ڈھیر بنگئے ہیں ' اور کتنے وسیع قبرستان ہیں ' جنکے اندر اس کی تباہی و ہلاکت کے مجروح پڑے سو رہے ہیں ! !

میں نے ہمیشہ اس امر پر غور کیا کہ قرآن کریم نے انسانی معاصی و جرائم کے متعلق طرح طرح کی وعیدیں فرمائی ہیں ' لیکن سود کے متعلق ایک لفظ ایسا کہدیا ہے ' جس سے سخت تر وعید آور کسی سخت سے سخت جرم و معصیت کی نسبت بھی نہیں آئی - اسکا سبب کیا ہے ؟

یا ایہا الذین امنوا اتقوا اللہ و ذروا ما بقی من الربوا ' ان کنتم مومنین - فان لم تفعلوا فاذنوا بحرب من اللہ و رسولہ (۲ : ۲۷۸)	مسلمانو ! اگر تم صاحب ایمان ہو تو اللہ سے ڈرو اور تمہارے پچھلے لین دین میں جو کچھہ سود باقی رھگیا ہے ' اسے چھوڑ دو ! (پھر) اگر تم نے ایسا نہیں کیا تو اللہ اور رسول کے ساتھہ لڑنے کیلیے خبر دار ہو جاؤ کہ یہ

فی الحقیقت اللہ اور اسکے رسول سے اعلان جنگ ہے - (۱)

قرآن کریم نے اس آیت میں سود کے لینے پر اصرار کو " حرب من اللہ و رسولہ " سے تعبیر کیا ہے کہ اسکے لینے والے اللہ اور اسکے رسول سے لڑنے کیلیے مستعد رہیں !

بظاہر یہ تشدد تعجب انگیز معلوم ہوتا ہے - انسان کی وحشیت اور ہمجیت نے دنیا میں کیسی کیسی مہیب معصیتیں کی ہیں ' اور وہ جب سبعیت و درندگی پر آجاتا ہے تو اسکے اعمال کس درجہ خوفناک ہو جاتے ہیں ؟ لیکن یہ کیوں ہے کہ قرآن کریم نے کسی انسانی معصیت کو بھی " حرب من اللہ و رسولہ " سے تعبیر نہیں کیا ' اور اس وعید کیلیے صرف سود ہی کو (کہ محض ایک لین دین اور معاملات کی چیز ہے ' اور زیادہ سے زیادہ انسانی خود غرضی کا ایک ظہور) تمام رذایل انسانیہ میں سے منتخب کیا ؟

حرب من اللہ

انسانی خود غرضی

یہاں اسکی تفسیر مقصود نہیں ہے ' مگر اشارہ ضروری ہے -

سود کے کاروبار کی اگر کوئی تاریخ مرتب کی جاتی تو میں سمجھتا ہوں کہ اس آیت کی بہتر سے بہتر تفسیر خود بخود ہو جاتی -

جلب نفع اور خود غرضی سے اس دنیا کے عجیب ترین جانور کا (جسکو انسان کے لفظ سے تعبیر کیا جاتا ہے) کوئی فعل خالی نہیں - اور اگر خالی ہے ' تو صرف وہ فعل ' جو اُس سے بہ حیثیت مخلوق حیوانی کے صادر نہیں ہوتا ' بلکہ اسکے اندر کی وہ روح انسانیۃ کبری اور معنی خلافۃ الہیہ کام کرنے لگتی ہے ' جو مقام ملکوتیۃ سے بھی ارفع ' اور بر یاب مقام قدوسیت اعلی ہے - مذہب ' قانون ' اخلاق ' سوسائٹی ' اور اسی طرح کی تمام بندشیں صرف اس خود غرضی ہی کے مظاہر شدیدہ کو روکنے کیلیے ہیں - اور اگر اس خوفناک جانور کے پاؤں میں اتنی بوجھل بیڑیاں نہ ہوتیں ' تو اغراض و استجلاب نفع کا تصادم دنیا کو شیطان کا تخت ' اور

" تو صرف ایک رطل گوشت لے سکتا ہے ' اور عدالت کا فیصلہ واجب التعمیل ہے "

یعنی شائیلاک یہودی اور اسکے مقروض کا وکیل

شیکسپیر نے اپنے مشہور ڈراما (مرچنٹ اف وینس) میں ایک سود خوار یہودی کی قساوت اور اسکے مقروض کی مظلومی کا جو نقشہ کھینچا ہے ' وہ اس درجہ مشہور ہے کہ محتاج تشریح نہیں -

حال میں لنڈن کے ڈروری لین کے دار التمثیل (تھیٹروال) میں اسکی تمثیل (ایکٹ) نئے ساز و سامان سے دکھلائی گئی تھی - مسٹر فارس نے شائیلاک کا ' اور مس گرٹ الیٹ نے مقروض کی بیوی کا پارٹ لیا تھا - یہ تصویر اس تمثیل کے اس مرقعہ کی ہے ' جبکہ مقروض کی بیوی وکیل کے بھیس میں آئی ہے ' اور اس نے خونخوار شائیلاک سے کہا ہے کہ " بہتر ' اپنے قرض کے بدلے ایک رطل گوشت مقروض کے جسم سے کاٹ لے ' مگر شرط یہ ہے کہ صرف ایک ہی رطل ہو "

(۱) " فاذنوا بحرب من اللہ " مفسرین نے مختلف اقوال جمع کیے ہیں کہ اس سے مقصود کیا ہے ؟ اذنوا کو بعض نے بکسر ذال و مد ہمزہ بر وزن " آمنوا " پڑھا ہے ' اور بعضوں نے بفتح ذال ' لیکن مقصود دونوں سے یہی ہے کہ معلوم کراو یا خبر دار ہوجاو - حرب من اللہ سے بعض مفسرین نے حقیقی معنی لیے ہیں ' یعنی جو سود لیں گے ' انسے اللہ اور اسکا رسول قتال کریگا ' اور وہ اس سے خبردار ہو جائیں ' لیکن فی الحقیقت یہاں حرب سے مراد واقعی جنگ نہیں ہے ' بلکہ وعید و عقاب اور تہدید و ترہیب میں مبالغہ مقصود ہے ' یعنی اس فعل کو باوجود نہی ترک نہ کرنا ' ایک ایسا جرم قرار دیا ہے ' جو گویا اللہ اور اسکے رسول کے مقابلہ میں حرب جنگ بدنے کے مماثل ہے - اسی لیے ترجمہ میں میں نے اسکو واضح کردیا ہے - (منہ)

و رزخ کا نمونه بنا دیتا : لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم - ثم رددناه اسفل سافلین ، الا الذین آمنوا و عملو الصالحات فلهم اجر غیر ممنون (۹۶ : ۶)

انسانی خود غرضی کا مهیب ترین ظهور

اس خود غرضی کا ایک بد ترین ظهور، جمع و حصول مال کی بهوکهه هے ، جسکو پیاس کهنا چاهیے ، اگر استسقا کی تشبیه اسپر راس آجاے - لیکن اگر غور سے دیکها جاے تو اعمال انسانیه میں اس مرض کا کوئی ظهور اس درجه انسان کے ملکوتی خصائل کے لیے مهلک ، اسکی بهیمیت و سبعیت کیلیے مقوی ، هیئة اجتماعیه اور مجامع انسانیه کی صحت مدنی کیلیے سم قاتل ، اور عالم مخلوقات کے اس جمیل ترین مخلوق یعنی انسان کو خوفناک درنده بنا دینے کیلیے ایک عمل السحر نهیں هے ، جیسا که سود ، اور سود خواری کی زندگی کی مختلف شکلیں -

اخلاق و خصائل انسانیة کا آبگینه تو اسدرجه نازک هے ، که تجارت اور کاروباری معیشت کی زندگی کی ٹهیس کا بهی متحمل نهیں هوتا ، اور همدردی و مروت کا چشمه کچهه نه کچهه مکدر هو هی جاتا هے - پهر ظاهر هے که اسکے لیے سود (جس سے بغیر حق محنت حصول نفع کا اصول غیر طبعی قائم هو جاتا هے) کس درجه مضر هوگا ؟

یقیناً تمام انسانی معاصی میں صرف یهی معصیت " حرب من الله و رسوله " هے ، کیونکه اور کسی معصیة میں انسان خدا کے بندوں کیلیے اس درجه بے رحم اور خونخوار نهیں هو جاتا ، جس درجه سود کو اپنا وسیلهٔ معاش بنا لینے کے بعد از سر تا پا مجسمهٔ شقاوت و قساوت ، و غلظت و صلابت هو جاتا هے - اور خدا کے بندوں کے آگے بے رحمی سے مغرور هونا ، فی الحقیقت خدا کے آگے مغرور هو کر آمادهٔ جنگ و پیکار هونا هے -

* * *

انسان کے اُن تمام بڑے بڑے جرائم پر ، جنکو اسکی خود غرضی کا دیو اسکے اندر سے انجام دیتا هے ، اپنے سامنے لاؤ ، اور ایک ایک کرکے دیکهو ! بڑے بڑے عادی مجرموں کو تم دیکهوگے که بارها انسانی مظلومی اور بیکسی نے انکی انکهوں کو اشکبار ، اور انکے دلوں کو دو نیم کر دیا هے - سخت سے سخت بے رحم ڈاکو اور قاتل کی نسبت بهی تم سن سکتے هو که اُس نے عین اپنی بے رحمی و قساوت کے کسی عمل کو انجام دیتے وقت ، ایک بڑهیا عورت کی فریاد ، ایک بیکس عورت کی گریهٔ و زاری ، اور ایک یتیم بچے کے مضطربانه فغان الغیاث پر اپنی کهینچی هوئی تلوار پهینکدی ، اور چند لمحوں کیلیے اسکی بهولی هوئی معنی انسانیة اُسے یاد آ گئی - تاریخ اور ملکی روایات نے اُن ڈاکوؤں کے حالات قلمبند کیے هیں ، جو ایک طرف تو دولت مندوں کو لوٹتے ، اور مال و دولت سے بهرے هوے قافلوں کو تاخت و تاراج کرتے تهے ، دوسری طرف صدها بیوه عورتیں اور بیکس و مسکین خاندان تهے ، جنکو ایک فیاض طبع دست کریم ، اور ایک دریاے بخشش پادشاه کی طرح امداد و اعانت سے مالا مال کردیتے تهے - انگلستان کے قرون متوسطه اور هندوستان کے گذشته زمانے کے بڑے بڑے ڈاکوؤں کی نسبت هر شخص جانتا هے که انهوں نے قصبات و دیهات کی بیکس عورتوں کیلیے با قاعده وظائف و مشاهرے مقرر کردیے تهے ، اور روم کے ایک مشهور ڈاکو نے ٹیٹس سے کها تها : " میرا مجرم هاتهه پادشاه کے مقدس هاتهه سے زیاده غریبوں اور بیکسوں کی مدد کرتا هے ، اگرچه وه پادشاه اور میں ڈاکو هوں "

یهی حال تقریباً انسان کے تمام بڑے بڑے جرائم کا هے ، اور فضیلة انسانیة هر بڑی سے بڑی زندگی کی تاریکی میں بهی ، کبهی نه کبهی اپنی روشنی کو بے نقاب کردیتی هے -

لیکن اسکے مقابلے میں ایک سود خوار زندگی کو لاؤ - وه چور نهیں هے ، وه ایک ڈاکو کے نام سے ذلیل و حقیر نهیں کیا جاتا ، لوگ اُس سے پناه نهیں مانگتے ، بلکه اسکو ڈهونڈهتے هیں - وه پهاڑوں کی غاروں ، اور جنگلوں کے گنجان گوشوں میں مجرموں کی طرح نهیں چهپتا - وه سوسائٹی سے مردود و مطرود نهیں هے - اس نے پادشاه کے قانون کے توڑنے اور انسانوں کے اداب و مراسم کی حقارت کا کبهی جرم نهیں کیا - وه ایک شهری هے ، جو مثل ایک شریف باشندهٔ شهر کے انسانوں میں رهتا ، اور جسم اجتماعی میں عضو صحیح کی طرح شامل هے - با ایں همه ، اسکے اعمال کا کیا حال هے ؟ وه ڈاکو سے بڑهکر آبادی کو غارت کرتا ، وه قاتل سے زیاده انسانی حیات کو موت سے تبدیل کرتا ، وه عادی مجرم سے زیاده سوسائٹی کو تباه کرتا ، وه ایک درنده سے بهی خوفناک تر خوں آشام ، اور بهیڑیے اور جنگلی سور سے بهی بڑهکر حیات انسانی کا دشمن هے - پهر ان سب سے زیاده یه که سخت سے سخت بے رحم ڈاکو کی آنکهوں سے بهی کبهی نه کبهی رحم کا ایک قطرهٔ اشک ٹپک پڑتا هے ، پر یه محال قطعی هے که اسکی قساوت و شقاوت کبهی بهی کسی تڑپتے هوے جسم اور کسی پکارتی هوئی زبان پر ایک لمحے ، ایک دقیقے ، اور ایک عشر دقیقے کیلیے بهی ترس کهاے !!

(شکسپیر) کے ایک (شائیلاک) کا ذکر بے سود هے - دنیا میں اس وقت تک کتنے هزار شائیلاک گذر چکے هیں ، اور کتنے همارے سامنے موجود هیں !!

ایک اهم نکته

اگر ایک شخص چور هے ، ڈاکو هے ، قاتل هے ، تو قانون اسکو قتل کریگا ، اور انسانی آبادی اس سے پناه مانگے گی ، لیکن ایک سود خوار ، جو کهتا هے که " انما البیع مثل الربوا " اسکا علاج کیا هے ؟ اس نے تجارت کی ایک دکان کهولدی هے ، اور ضرورت و احتیاج انسان کے هوش و حواس کو معطل کردیتی هے - ڈاکو سے انسان بهاگتا هے ، لیکن " شائیلاک " کے پاس تو اسکا مظلوم قرضدار خود هی دوڑ کر گیا تها - پس فی الحقیقت قتل و غارت کسی قانون اور مذهب کیلیے اسدرجه سختی کی مستحق نهیں هو سکتے ، جسقدر که سود ، اور سود خواری کی مهیب زندگی -

پهر کیا " حرب من الله و رسوله " سے اسکی تعبیر صحیح نهیں ؟ اور کیا تمام مذاهب عالم میں اسلام کی یه سب سے بڑی خصوصیت نهیں که اس نے با وجود جاهلیت عرب کے اس میں غرق هونے کے ، سود خواری کو سب سے بڑا جرم اور معصیة کبیره قرار دیا ؟

تجارت اور لین دین کی بے رحمیوں ، اور عام بے رحمیوں میں بهت بڑا فرق هے - انسان کے تمام مظالم اور بے رحمیاں ایسی هیں که انسانوں کیلیے کوئی دلم اور کشش اپنے اندر نهیں رکهتیں - وه از سر تا پا نفرت اور مبغوضیت هیں - لوگ انسے پناه مانگتے هیں - لیکن روپیه کا لین دین ایک ایسی شے هے ، که خواه کیسے هی سخت سے سخت عنوان ظلم سے هو ، لیکن چونکه احتیاج اور ضرورت کو وقتی اور فوری طور پر دور کرنے والی هے ، اسلیے انسان اس سے بهاگ نهیں سکتا ، بلکه پناه مانگنے کی جگه خود هی اسکی طرف دوڑتا هے - وه جانتا هے که سود خوار ایک بے رحم ڈاکو اور خونخوار درنده هے ، لیکن جنگل کے ڈاکو سے نفرت کرتا ، اور اس شهری ڈاکو کے آگے عاجزی سے هاتهه جوڑتا هے ، تا که وه اسے اپنے دام ظلم میں پهنسانے

کیلیے چن لے ' اور اسکو مجروح تیغ قسارت و بے رحمی کرنے سے انکار نہ کرے ! !

اسکا نتیجہ یہ ہے کہ اور تمام ہزارہا انسانی بے رحمیاں کسی آبادی کو اسطرح نقصان نہیں پہنچا سکتیں ' جس درجہ پورے شہر میں ایک " سود خوار " کا وجود پہنچا سکتا ہے -

یہی ہے کہ قران کریم اسکو سب سے بڑی وعید الہی کا مستحق قرار دیتا ہے -

اسکی علت اصلی

اصل یہ ہے کہ کسی خود غرضی کے عمل اور بے رحمی کے کام میں اسدرجہ استمرار اور مداومت نہیں ہے ' جیسی کسی کاروباری بے رحمی میں - قاتل ایک شخص کو چند لمحوں میں قتل کر ڈالیگا ' ڈاکو ایک گھنٹے کے اندر ایک قافلے کو لوٹ لیگا ' لیکن سود خوار کا عمل ظلم دائمی ' اور انسانی عمروں ' خاندانوں اور نسلوں تک جاری رہتا ہے - وہ جس شکار کو پکڑتا ہے ' اسکی مظلومی و بیکسی کا نظارہ برسوں تک دیکھتا رہتا ہے ' اور جب تک ہمیشہ کے لیے اسکے تڑپنے ' لوٹنے ' اور کراہنے کے نظارہ کا تحمل اپنے اندر پیدا نہ کرلے ' وہ سود خوار نہیں بن سکتا - اسی کا نتیجہ ہے کہ اسکی قسارت و بے رحمی سب سے زیادہ سخت ' اور تمام جرائم کے عادیوں سے زیادہ مستقل و محکم ہوتی ہے - وہ چونکہ ہمیشہ اپنی بے رحمی کے شکاروں کی مظلومی کو دیکھتا رہتا ' اور انکی بیقراریوں کے معائنے کا اپنے دماغ کو عادی بناتا رہتا ہے ' اسلیے رفتہ رفتہ اسکے تمام قواے ملکوتیہ پر ایک عالم ممات طاری ہوجاتا ہے ' اور رحم و ہمدردی کے جذبات اس طرح بیکار و معطل ہو جاتے ہیں کہ کوئی قوی سے قوی محرک بھی انکو زندہ نہیں کرسکتا -

یہ کیا بات ہے کہ ڈاکو رحم کرتا ' مگر سود خوار کی آنکھیں ہمیشہ خشک رہتی ہیں ؟ اسکا سبب یہی ہے کہ ظلم کا استمرار اور بے رحمی کی مداومت ڈاکو کو ویسی نصیب نہیں ' جیسی اور جس درجہ کی بے رحمی میں ایک سود خوار کی تمام زندگی بسر ہو جاتی -

قران کریم کی ایک تشبیہ

کیا نہیں دیکھتے کہ اسی حالت مخصوص کی طرف قران کریم نے اشارہ کیا ہے ' جبکہ اس نے سود خواری کی زندگی کا انفاق فی سبیل اللہ کے بعد ذکر کیا ' جو اسکا ضد حقیقی ہے :

الذین یاکلون الربوا '	جو لوگ کہ سود کھاتے ہیں ' وہ کھڑے
لا یقومون الا کما یقوم	نہو سکینگے مگر اس پاگل کی طرح '
الذي یتخبطه الشیطان	' جسکو شیطان کے اثر نے مخبوط
من المس ' ذلک بانہم	الحواس بنا دیا ہو ' اور یہ اسلیے
قالوا انما البیع مثل	ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ ضرور بیع و شراء
الربوا (۲ : ۲۷۶)	بھی مثل سود ہی کے ہے -

افسوس ہے کہ عام (متداول) مفسرین نے اس آیت کی تفسیر میں اس امر پر بالکل توجہ نہیں کی کہ سود خوار کی زندگی کو

حالت کا سبب " ذلک " کہکر انکے اس قول کو کیوں قرار دیا کہ " بیع بھی مثل سود کے ہے " ؟

اس سے بھی زیادہ تعجب انگیز امر یہ ہے کہ ان بزرگوں میں سے اکثر نے اس بیان حالت کو بعض اثار مرویہ کی بنا پر صرف قیامت کے دن ہی کیلیے مخصوص کردیا ہے ' اور اسکی تفسیر یوں کی ہے کہ " لا یقومون - ای یوم القیامۃ من قبورہم " یعنے یہ حالت صرف قیامت کے دن ہی کی نسبت بیان کی گئی ہے - اور سود خوار قیامت کے دن قبروں سے اسطرح اٹھاے جائینگے ' جیسے کوئی مصروع اور آسیب زدہ پاگل ہوا کرتا ہے - اور پھر اسکی مختلف توجیہات قرار دی ہیں -

فی الحقیقت قران کریم کے حقائق و معارف کے متعلق آج ایک اہم مبحث ارباب نظر کیلیے یہ بھی ہے کہ اسکے اکثر ارشادات و تمثیلات و بیانات ' جن میں اسی دنیا کی زندگی اور انکے اعمال و نتائج کی طرف اشارہ کیا گیا ہے ' صرف قیامت اور بعد الممات کی زندگی کیلیے مخصوص سمجھہ لیے گئے ہیں ' اور سخت ضرورت ہے کہ اس مبحث پر نظر ڈالی جاے -

میں انشاء اللہ ماہوار رسالے میں " سود " کے مسئلہ پر ایک مبسوط مضمون لکھونگا کہ اسکے متعلق بعض خاص مباحث پیش نظر ہیں ' اور اس موقعہ کی تفصیل بھی بہتر ہے کہ اسی وقت کیلیے ملتوی کردی جاے ' لیکن یہاں اتنا عرض کر دیتا ہوں کہ درحقیقت اس آیۃ کریمہ کی تفسیر وہی امور ہیں ' جنکو اوپر بغیر کسی ترتیب کے لکھہ چکا ہوں -

مفسرین صحابہ کی جو روایات اس بارے میں موجود ہیں ' وہ یقینا مستحق قبولیت ہیں - یہ میرا عقیدہ ہے کہ قران کریم کی تفسیر میں لغۃ عرب اور صحابہ کی تفسیر ' یہی دو چیزیں اصل ہیں ' اور اگر صرف انہیں دو اصولوں کو پیش نظر رکھا جاے تو آج تمام مشکلات و غرائب قران کا خاتمہ ہے - لیکن تاہم اخرت کی زندگی اس دنیا کی زندگی ہی کا نتیجہ ہے ' اور جو کچھہ کل ہونے والا ہے ' اسکی مثال آج چشم ہاے بصیرت اور دیدہ ہاے اعتبار کیلیے ہمارے سامنے کردی گئی ہے - پھر کیا ضرور ہے کہ ہر نتیجۂ عمل کو صرف قیامت ہی کے دن پر اٹھا رکھا جاے ' اور خود دنیا میں جس شے کا سراغ لگ سکتا ہے ' اسکے لیے صرف دنیا سے باہر ہی نظارہ کریں ؟

ایک تفسیری اشارہ

اصل یہ ہے کہ اس آیۃ کریمہ میں ایک سود خوار زندگی ' اسکے عادات و خصائل ' اسکے اعمال و افعال ' اور انکے نتائج کی جیسی جامع و مانع تشبیہ دی گئی ہے ' وہ گویا اس مسئلہ کی ایک پوری کتاب ہے - اہل عرب کا خیال تھا کہ شیطان اور جن کے ضرب سے انسان مجنون و لا یعقل ہوجاتا ہے ' اور صرع (مرگی) کی بیماری در اصل ایک طرح کا آسیب ہوتی ہے - (مس) جنون کے معنی میں بولا جاتا ہے ' اور (ممسوس) پاگل کو کہتے ہیں -

خدا تعالی نے اس آیت میں سود خوار زندگی کو ایک آسیب زدہ پاگل ' اور ایک مصروع کے حالات و خصائص سے تشبیہ دی ہے ' اور مقصود اسکے وہی حالات ہیں ' جو اسے دنیا کی زندگی میں پیش آتے ہیں -

ایک شخص ' جو پاگل ہوگیا ہو - ایک مجنون ' جسکی عقل و دانش بالکل معطل ہو - ایک مخبوط الحواس ' جسکے ہوش و حواس کا کارخانہ بگڑ گیا ہو - ایک مصروع ' جو مرگی کے اشتداد سے اپنے اوپر حکومت نہ رکھتا ہو - غور کرکے دیکھیے کہ اسکی حالت کیا ہوتی ہے ؟ وہ عام انسانوں کے طرح ایک کامل و سالم انسان ہوتا ہے - اسکے تمام اعضا و جوارح صحیح ہوتے ہیں ' اسکے تمام امیال و جذبات بالکل ایک تندرست آدمی کی طرح درست ہوتے ہیں - وہ بظاہر بیمار نہیں ہوتا - چلتا ہے ' پھرتا ہے ' بھوک کا اظہار کرتا ہے ' اور پیاس سے ویسا ہی بیقرار ہوتا ہے ' جیسا کہ دنیا کا ہر حیوانی مخلوق -

تاهم وه انسان نہیں هوتا ' کیونکه انسانوں میں ایک سب سے بڑي قیمتي چیز ھے جو اسمیں نہیں هوتي -

یهي حال ایک سودخوار زندگي کا ھے - بظاهر اسمیں کوئي برائي نہیں هوتي - وہ سوسایٹي کا ایک جزو ' اور شہر کا ایک جائز باشندہ هوتا ھے - عام تاجروں کي طرح اسکي بهي ایک تجارت هوتي ھے - وہ مبادلۂ اشیا کي تجارت نہیں کرتا - تو کیا هوا ؟ ایک هي جنس کو دیتا اور ایک هي جنس کو لیتا ھے ' تو کیا نقصان لازم آگیا ؟ پهر بهي یه ایک کاروبار اور بیع و شراء هي ھے - وہ ڈاکو کی طرح لوٹتا نہیں ھے ' اور چور کی طرح چهپ کر چورانے نہیں آتا - جائز لین دین میں پہلی شرط فریقین معامله کا راضي هونا اور جبر و اکراہ کا نہونا ھے ' اور یه ظاهر ھے که وہ جب کبهي معامله کرتا ھے تو انهی سے کرتا ھے جو اسکي شرائط کو بخوشی منظور کرتے ' اور اسکے معاملے پر اپني پوري رضا ظاهر کرتے هیں - وہ تلوار لیکر لوگوں کو نہیں دهمکاتا که اس سے روپیه لیں ' اور اسکي شرائط کے آگے سر جهکا دیں -

پس ایک شریف انسان ' ایک با امن شہري ' ایک جائز کاروباري آدمي میں جو کچهه هونا چاهیے ' اسمیں هوتا ھے ' اور کوئي بات بظاهر اسکے خلاف نظر نہیں آتي -

لیکن ان تمام مظاهر انسانیت و مدنیة کے ساتهه' دوسري طرف دیکهیے تو معلوم هوتا ھے که یه سب کچهه ھے ' مگر ایک شریف انسان اور ایک کارو باري شہري میں سب سے زیادہ ضروری جوهر جو هونا چاهیے ' اسمیں نہیں ھے - وہ باوجود انسان هونے کے ایک خوفناک درندہ ھے ' وہ باوجود شریف زندگي هونے کے رذالت و سفاهت اور بہیمیت و بربریت کا ایک پیکر مجسم ھے - وہ باوجود ایک جائز باشندۂ شہر هونے کے درندوں کے بهت اور وحشیوں کے جنگل کا ایک جانور ھے - اس نے گو تجارت کي دکان کهول دي ھے مگر وہ ایک ڈاکو ھے ' جو خود تاجروں کو لوٹتا ' اور بے رحم چوروں کی طرح انکے صندوقوں کو خالی کر دیتا ھے ! !

ایک پاگل آدمي باوجود انسان صورت هونے کے انسان نہیں هوتا ' کیونکه اسکا نظام حواس و ادراک درهم و برهم هو جاتا ھے ' اور یهی شے انسان کا اصلی جوهر شرف ھے - بالکل اسی طرح ایک سود خوار باوجود ایک جائز باشندۂ شہر او ر شریف زندگی هونے کے ' شریف نہیں هوتا ' کیونکه اسکے تمام جذبات و عواطف ملکوتیه اور فضائل خصائل و اخلاق معطل هو جاتے هیں ' اور یهی وہ چیزیں هیں جو معطل هو جائیں تو :

فلم یبق الا صورة اللحم والدم !

اور زیادہ اس تشبیه پر نظر ڈالیے ! ایک مصروع آدمی کهاتا ھے پیتا ھے ' عقل و حواس کی باتیں کرتا ھے ' بالکل ایک بهلے چنگے ادمي کی طرح اپکے ساتهه دسترخوان پر بیٹها هوتا ھے ' دفعتاً اسکی حالت میں ایک انقلاب عظیم هوجاتا ھے - اسکے هاتهه پاؤں کهینچنے لگتے هیں ' اعصاب میں تشنج هونے لگتا ھے ' خون کا دوران جاري و ساري یکایک بند هو جاتا ھے - بالکل اس مشین کی طرح جسکا انجن یکا یک پهٹ گیا هو ' اسکے هوش و حواس کے کیل پرزے بند هو جاتے هیں ' وہ چکراکر زمین پر گر جاتا ھے ' احتضار موت کی سختیوں کی طرح ایڑیاں رگڑتا ھے ' منهه سے کف جاري هوجاتا ھے ' اور دیکهنے والے متحیر و متعجب هو کر رهجاتے هیں که چند لمحوں کے اندر ایک صحیح و سالم ' مضبوط و توانا ' ذي حس و دارے هوش و حواس انسان کی حالت میں ' یه کیا انقلاب عظیم هو گیا ؟

بعینه یهی حالت سود خوار کی بهی هوتی ھے - عالم جذبات و عواطف کی دنیا بهی اجسام و جوارح انسانی کا ایک پرتو ھے - ٹهیک ٹهیک مثل ایک مصروع کے دنیا کے سامنے وہ نمودار هوتا ھے - اسمیں از فرق تا بقدم کوي چیز ایسی نہیں هوتی ' جو ایک شریف اور شہري زندگی کی مخالف هو - وہ ڈاکوؤں کي طرح جنگل کے پوشیدہ گوشوں اور پهاڑوں کے تاریک غاروں کو تلاش نہیں کرتا ' بلکه هر مدني وجود کي طرح شہر اور انسانوں کي آبادي کا خواستگار هوتا ھے - وہ عین آبادي کے وسط میں مکان بنا کر رهتا ھے - وہ کسي شریف شہري کي طرح بازاروں میں خرید و فروخت ' اور گهر کے اندر ملاقات و محبت میں مصروف نظر آتا ھے - تم اسکو هر طرح ایک شریف آدمی کی طرح پاتے هو - وہ تمهارے ساتهه نرمی و محبت سے باتیں کرتا ' تمهارے استقبال کیلیے خوش آمدید کہتا ' تم کو لطف و وداد کے ساتهه اپنے پاس بٹهاتا ' تمهارے ساتهه کهاتا پیتا ' اور چلتا پهرتا ھے - لیکن با ایں همه ' جب که تم ان مظاهر انسانیة سے متاثر ' ان علائم امیال و عواطف سے مطمئن ' اور ان ابرازات تمدن و حضریة سے خوش وقت هوتے هو ' تو یکایک اسکے نظام جذبات و خصائل میں ایک انقلاب عظیم پیدا هونے لگتا ھے - صرع کے جن کی طرح سود خواري کا شیطان اسمیں حلول کر جاتا ھے ' اسکی طبیعة ثانیه کے هیجان کا ابال اسکے دل کے اندر جوش کها کها کر ابلنے لگتا ھے - اسکی صورت متغیر هو جاتی ھے - رحم و انسانیة کي لینة و نرمي کي جگه ' وحشیت و سبعیت کے آثار و علائم سے اسکي پیشاني مکروہ بن جاتي ھے - اسکا چہرہ جو چند لمحے پیشتر ایک انسان کي طرح حسین تها ' دفعةً ایک خونخوار درندے کي طرح مہیب هو جاتا ھے - اسکي آنکهوں میں قساوت و بے رحمي کي سرخي پهر جاتی ھے - اسکي ناک کے نتهنے هیجان غیظ و غضب سے خون آشام درندوں کي طرح پهڑکنے لگتے هیں ' اسکا دماغ معطل هو جاتا ھے ' اور تمام جذبات و عواطف انسانیة و ملکوتیة اسکے صفحۂ ذهن سے یک لخت محو هو جاتے هیں - پهر ایک مصروع اور آسیب زدہ مریض کي طرح وہ اپنے قابو میں نہیں هوتا اور نه اسکے هوش و حواس اسکے اختیار میں هوتے هیں - اسکے سامنے صرف " سود " کا شیطان هوتا ھے ' جو اسکو مسمریزم کے معمول کي طرح اپنے قبضے میں کر لیتا ھے - اسکي آنکهه اور کان ' دونوں انسانیة کي حکمراني سے باغي هوکر صرف شیطان کے تابع فرمان هوجاتے هیں - پهر نه وہ " سود " کے سوا کچهه دیکهتا ھے اور نه سود کے سوا کچهه سنتا ھے - جس طرح ایک آسیب زدہ کسي مجهول و غیر مرئی وجود کو دیکهکر اسکو پکارتا اور اسکي طرف اشارہ کرتا ھے - اسي طرح وہ صرف " سود " هي کي طرف اشارہ کرتا ' اور صرف "سود" هي کي آواز کو سننا چاهتا ھے - اسکا صید قهر و ظلم ' اسکے سامنے خاک پر لوٹے ' زخمیوں کي طرح چیخے ' یا جاں کني میں تڑپنے والوں کي طرح تڑپے ' پر اسکو کچهه نظر نہیں آتا - وہ مدهوش اور پاگل کي طرح ان سب باتوں سے بے پروا و بے علم ' صرف " سود ' سود ' سود " کهکر پکارتا ' اور اسکے لینے کیلیے اپنا هاتهه بڑهاتا ھے ! ! ان الذین یا کلون الربوا ' لا یقومون الا کما یتخبطه الشیطان من المس ! !

* * *

اس تذکرے کو کہاں تک طول دوں ؟ الهلال کے صفحات ان مباحث کیلیے محل موزوں نہیں - جسقدر زیادہ غور کرتے جائیے گا اور دونوں حالتوں کو اپنے سامنے لائیے گا ' اتنا هي اس تشبیه کی جامعیت اور احاطه کا انکشاف هوتا جائے گا - یه صرف سرسري اشارات هیں ' جنسے ایک فکر سلیم اندازہ کر سکتي ھے که امثال

مذاکرۂ علمیہ

و تشبیہات قرآنیہ اپنی ہر مختصر سی مختصر تشبیہہ کے اندر بھی مطالب عالیہ ' غوامض حکمیہ ' اور سرائر فطریہ کا ایک بحر بے کنار ' بل اوقیانوس حکم و معارف بیکراں ہے - فہم انسانی اسکے سراغ میں نکل سکتی ہے ' پر اسکا احاطہ نہیں کر سکتی کہ :

تقاصر عنہ افہام الرجال

اور پھر یہ اسکا فضل ہے کہ جس خوش نصیب کو چاہے ' اپنے کلام حکیم کے چند قطرات معارف سے سیراب کرنے کیلیے چن لے - اسکے لیے محض علم و فضل اور مطالعۂ علوم کا دعوا بیکار ہے : کہ

بل ہو ایات بینات فی صدور الذین اوتوا العلم ' و ما یجحد بآ یاتنا الا الظالمون (۲۹ : ۴۸) :

ولو ان ما في الارض من	یہ زمین پر لاکھوں اور کڑوروں درخت
شجرة اقلام ' والبحر	جو تم دیکھہ رہے ہو ' اگر ان سب کی
یمده من بعده سبعة	شاخوں کو قلم بنادیا جاے ' اور تمام بے کنار
ابحر ' ما نفدت	و بیکراں سمندروں سے سیاہی کا کام لیا
کلمات الله ' ان الله	جاے ' اور وہ بھی اس طرح کہ جب سمندر
عزیز حکیم !	ختم ہوکر خشک ہو جائیں ' تو ویسے ہی
(۳۱ : ۲۶)	سات نئے عظیم الشان سمندر انکی جگہ

آ موجود ہوں ' اور اس طریقے پر اللہ تعالے کی کلمات و آیات کو لکھا جاے ' پھر بھی یقین کرو کہ وہ کبھی تمام نہونگی ' کیونکہ وہ حکیم و عزیز ہے " ! !

(البقیة تتلی)

تاج روغن گیسو دراز
تین مختلف اقسام - مختلف خوشبوا و مختلف - قیمتوں کے مقبول روغن ہیں جن کو ہندوستان - بھر کے مشہور ترین حکیم - ڈاکٹر اور وید مفید مان چکے ہیں
تاج روغن بادام و بنفشہ
فی شیشی ۸؍
تاج روغن زیتون و یاسمین
فی شیشی ۸؍
تاج روغن آنولہ خوشبو
فی شیشی ۱۲؍
علاوہ محصولڈاک
ساختہ - دی انگلش ٹریڈنگ کمپنی
موری دروازہ دہلی

باب المراسلة والمناظرہ

اخلاق و آداب میں موروثی اثر

یعنی اولاد میں انکے ماں باپ اور خاندان کے اخلاق و خصائل کا اثر بطور وراثت طبیعی کے ہوتا ہے یا نہیں ؟

از جناب مراسلہ نگار فاضل صاحب امضا

(ایک مخصوص نظر علمی)

قارئین کرام کو یاد ہوگا کہ الہلال نمبر [۱۳] - جلد [۲] میں ایک مضمون [اخلاق] کے عنوان سے درج ہوا تھا - اسمیں اخلاق کے سرچشموں پر بحث کرتے ہوے ظاہر کیا گیا تھا کہ اسکا ایک ذریعہ وراثت بھی ہے -

جناب مولوی محمود صاحب عباسی نے اس سے اختلاف کیا ' اور ایک تحریر بھیجی جو بصیغۂ " مراسلہ و مناظرہ " نمبر [۱۵] میں شائع ہوئی تھی اور اسمیں میں نے وعدہ کیا تھا کہ اس مسئلے پر ایک مستقل مضمون لکھونگا -

پھر میں اپنے حالات میں غرق ہو گیا اور لکھنے کی مہلت نہ ملی - لیکن نہایت خوشی کی بات ہے کہ بعض قابل و وسیع النظر اہل قلم نے اس موضوع پر توجہ کی ہے ' اور ایک مفید مضمون بغرض اشاعت عنایت فرمایا ہے - الہلال ابتداے اشاعت سے تعلیم یافتہ جماعت کی بد مذاقی کا فریادی ہے ' مگر اس قسم کے مضامین کا لکھنا اور الہلال تک پہنچنا اس امر کا ثبوت ہے کہ اب علم دوست طبیعتیں اشغال علمیہ کی طرف متوجہ ہونے لگی ہیں - فالحمد للہ علی ذلک -

آج کی اشاعت میں یہ مضمون شائع کیا جاتا ہے ' لیکن میں نے جس مضمون کا وعدہ کیا تھا ' اسکی ضرورت ابتک باقی ہے اور اسکے متعلق مواد بکثرت سامنے ہے - انشا اللہ پہلی فرصت میں اسکو قلمبند کرونگا - (ایڈیٹر)

۲۳ - اپریل سنہ ۱۹۱۳ - کے الہلال میں قابل نامہ نگار مسٹر محمود عباسی نے اس مسئلہ پر بحث کرتے ہوے کہ " اخلاق میں اثر وراثت کو بالکل دخل نہیں " چند قابل انتقاد جملے تحریر کیے ہیں - مسٹر موصوف نے جو باتیں پروفیسر (کارل پیرسن) کے طرف منسوب کی ہیں ' وہ یا تو غلط فہمی پر مبنی ہیں ' یا انسے یہ پایا جاتا ہے نہ حضرت عباسی نے پروفیسر موصوف کی کوئی تصنیف نہیں دیکھی -

عباسی صاحب تحریر فرماتے ہیں :

" بقول کارل پیرسن ' وراثت کا اثر بالکل غلط ہے ' اور جسقدر بھی اخلاقی خصوصیات والدین کی اولاد میں پائی جاتی ہیں ' وہ اس تربیت کا نتیجہ ہیں ' جو اولاد کو اپنے والدین کے ہاتھوں پہنچتی ہے ...... "

اب ذرا پروفیسر کارل پیرسن کي بھی تعریر ملاحظه هو - وہ (نیشنل لائف فروم دي سٹینڈ پائنٹ آف سائنس National life from the stand point of science) میں اخلاقي وراثت کے اصول پر زور دیتے هوئے لکھتے هیں :

" والدین کے چال چلن اور اخلاق و اطوار ' انکی خوبیاں ' انکی برائیاں ' انکی عادات ' انکی بیماریاں - سب کی سب ایک مقررہ نسبت کے ساتھ انکے بچوں کو ورثے میں ملتی هیں - آدمی کے سر کی شکل ' اس کی دماغی قابلیت و حالت ' گھوڑوں کی کھال کا رنگ ' افیوں کے پھول کی پنکھڑیاں ' پھر اور بہت سی باتیں بغیر کسی استثنا کے موروثی هیں - قصہ مختصر انسان کے ادنی سے ادنی اخلاق سے لیکر اعلی سے اعلی اخلاق تک ' تمام و کمال موروثی هیں - "

پھر هکسلے لیکچرز (Huxley Lectures) (۱) میں پروفیسر کارل پیرسن فرماتے هیں :

" ایک اخلاقاً ناتندرست سٹاک سے اخلاقاً تندرست سٹاک کا پیدا هونا از قبیل محالات هے - اور یه خیال کرنا که یه محال نہیں هے ' ایسا هی لغو هے ' جیسا یه خیال که چیتے بغیر رنگدار دھبوں کے پیدا هو سکتے هیں - ایک بیمار اخلاق کی نسل کو ایک تندرست نسل کے ساتھ ملانیکا بدیہی نتیجه یہي هے که تندرست نسل کمزور هو جائیگي - مثال کے طور پر یه دیکھنا کافی هے که گندھک کے تیزاب میں جسقدر پانی ملاتے جاؤگے ' اتنا هي وہ کمزور هوتا جاے گا - اخلاقي و جسماني امراض میں مبتلا نسل سے قوم کو نجات دینے کا صرف یہي علاج هے که اسے آهسته آهسته مفقود هو جانے دیا جاوے - تعلیم اور اصول حفظ صحت ' اور دیگر اثرات انسان کے موروثي اخلاق کو هرگز هرگز تبدیل نہیں کرسکتے "

یه مقولے مشتے نمونه از خروارے هدیۂ ناظرین کیے جاتے هیں ' تاکه وہ ملاحظه فرمائیں که مسٹر عباسی کا یه بیان که کارل پیرسن انکے هم راے هے ' بے بنیاد اور محض غلط فہمی پر مبني هے -

اخلاق پر ایک بہت هي عامیانه بحث (مجھے معاف فرمایا جاے ' اگر تصحیح بحث کیلیے ایسا کہوں) کرکے عباسی صاحب لکھتے هیں :

" یه ثابت هوگیا که وراثت اخلاق میں کوئي دخل نہیں رکھتي ... "

میں حیران هوں که صاحب موصوف نے اپنے مضمون میں کہاں یه ثابت کیا هے که وراثت کو اخلاق میں کوئي دخل نہیں ؟ کیونکه بحث تو وہ کررهے هیں انفصال و ارادہ کی ' جسمیں وراثت کا ذکر تک نہیں - شاید وہ اس غلط سند کو بھی اپنے خیال میں کافی و شافي ثبوت اپنے دعوی کا خیال کرتے هونگے - اگر بالفرض یه مان بھی لیا جاے که وہ سند صحیح تھی (حالانکه نہیں هے) تو بھي اس ایک فقرہ سے یه بات کہاں پایۂ ثبوت تک پہنچ گئی که اخلاق موروثي نہیں هیں ؟ بہتر هے که اب هم اس موضوع پر اپنی طرفسے کچھه نه کہیں ' اور صرف مشاهدات و تجارب میں اس مسئلے کے فیصلے کو تلاش کریں که کہاں تک اخلاق میں وراثت کو دخل هے ' اور کس درجه همارے دوست کا دعوا قابل تسلیم هے ؟

(ولیم پیٹسن) سائنٹفک جرنل میں لکھتے هیں :

" همیں آج تک اس امر میں کامیابي حاصل نہیں هوئی که وراثت کے اثرات کو تبدیل کرسکیں - عورت کے با ثمر هونیکے وقت سے لیکر بچے کے رحم سے باهر آنے تک ' ایک ذرہ بھر هم بدي کو باهر نکال نہیں سکتے ' اور نه ایک ذرہ بھر خوبي رحم کے اندر بھیج سکتے هیں - بچے کے پیدا هونیکے بعد کسي قسم کي تعلیم یا دواؤں کے ذریعه اس بچے کے موروثي اخلاق کو هرگز هرگز نہیں بدل سکتے - سویٹ پیز (ایک قسم کا پھول هے) کا پودہ زمین سے پانچ فٹ بلند هو جاتا هے ' حالانکه اس کا هم نوع سمال پیز زمین سے ایک فٹ بھی اونچا هونے نہیں پاتا - چھڑي جو سویٹ پیز کو بلند هونے میں مدد دیتي هے ' اور بغیر اس کے وہ اس بلندي تک کبھي بھي پہنچ نہیں سکتا ' سمال پیز کو کسی طرح بھي اونچا نہیں کرسکتی - انسان کے لیے تعلیم و حفظ صحت ایسی هی هے ' جیسے پیز کے لیے چھڑي - جس بچے میں صلاحیت کا مادہ موجود هے ' اسے یه اپنے ظہور تدریجی یا ارتقاء تدریجی (development) میں مدد دیتے هیں ' اور بغیر ان کے وہ صلاحیت ضائع هو جاتی هے - مگر اس بچے کو ' جسمیں وہ صلاحیت موجود هی نہیں ' هرگز هرگز انسے کوئی مدد نہیں مل سکتی " -

اس بہت بڑے اور مستند شخص کے قول سے دو اصول قابل بحث پیدا هوتے هیں جن پر هم ایک سرسری نظر ڈالیں گے :

اول - انسان کے اخلاق کا زیادہ حصه موروثی هوتا هے -

دوم - موروثی اثرات کا دور کرنا موجودہ علم کے مطابق محالات سے هے - هم یه نہیں کہتے که یه محالات عقلی میں سے هے ' بلکه ابھی تک انسان کا علم اس درجه وسیع نہیں هوا که وہ ان اثرات کے دور کرنے میں کامیاب هو -

اصول اول کي تحقیق کرتے هوئے (سر فرانسس گالٹن Sir Francis Galton) علم یوجینکس کے باني مباني حسب ذیل مشاهدات پر پہنچے :

(الف) وراثت کے اثرات میں نصف دونوں والدین کا ' چوتھائي والدین کے چاروں والدین کا ' آٹھواں حصه تیسري پشت کے آٹھوں اجداد کا ...... و قس علی هذا ...... هوتا هے - (ملاحظه هو بحث بر قانون وراثت سر فرانسس گالٹن A debate on Sir Francis G's Law of Ancestral Inheritance)

هم اس بات کے ماننے کیلیے تیار هیں که اس قانون میں ترمیم و تنسیخ کي ضرورت هے ' اور جوں جوں علمي تحقیقات کا دائرہ وسیع هوتا جائیگا ' یه قانون بھی خود بخود ایک عملی صورت اختیار کرتا جائیگا - مگر اس بات کے ماننے کے لیے که یه قانون سرے سے هی غلط هے ' هم هرگز هرگز تیار نہیں هیں ' جب تک که همارے پاس کوئي کافي معتبر ثبوت موجود نہو -

(ب) اگر جسماني و اخلاقي تندرستي کے مدارج مقرر کیے جائیں ' اور انمیں سب سے اعلی درجه خاندان (الف) کا هو دوم (ب) کا ' سوم (ج) کا ' چهارم (د) کا ' پنجم (ر) کا ' اور ششم (س) کا ' و علی هذا ' تو تحقیقات نے ثابت کر دیا هے که اگر قسم (ج) کے ۳۵ - آدمی اپنے سے ایک درجه ادنی قسم میں شادي کر لیں تو وہ صرف ٦ - بچے قسم (ج) کے پیدا کرسکیں گے ' اور اگر وہ قسم (س) میں شادي کریں تو صرف ایک بچه قسم (ج) کا پیدا کریں گے - حالانکه ۲۵۰۰ - جوڑے قسم (س) کے صرف ایک بچه قسم (ج) کا پیدا کرلیں گے ' اور (س) سے گھٹیا قسم کے جوڑے ایک بھي (ج) کي قسم کا بچه پیدا نہیں کر سکتے !!

اس کا ماحصل یه هے که جسماني و اخلاقي کمزوري کے اسبابه

(۱) پروفیسر هکسلے کي یادگار میں بڑے بڑے سائنس داں کسي نه کسي زیر بحث مضمون پر سال بھر کے اندر ایکدفعه لیکچر دیا کرتے هیں - چونکه پروفیسر کارل پیرسن یوجینکس میں فاضل بے مثل تسلیم کیے جاتے هیں ' اس لیے انھوں نے اس مضمون پر کئی دفعه لیکچر دئیے هیں - ان لیکچروں کے مجموعہ کا نام هے (هکسلے لیکچرز بانی کارل پیرسن)

ھمارے آبا و اجداد کي طرف منسوب ہونے چاھئیں اور وھي انکے ذمہ دار ھیں -

رائل کمیشن نے (جو سنہ ۱۹۰۴ع میں ان معاملات پر غور کرنیکے لیے مقرر ہوئي تھي) اپني تحقیقات کا سلسلہ چار سال تک جاري رکھا - اُس نے سنہ ۱۹۰۸ع میں تحقیقات کي ایک رپورٹ مرتبہ کي جواب بلیو بک (Blue Book) کي شکل میں چھپ گئي ہے - اس رپورٹ میں صدھا مثالیں دیکر یہہ ثابت کیا گیا ہے کہ دماغي کمزوري اور جنون عموماً موروثي ہوتے ھیں - ھم اس میں سے ناظرین کي دلچسپي کے لیے چند واقعات کا اقتباس کرتے ھیں :

اول - ایک ایسے شخص کا حال جو چند مرتبہ چوري کے جرم میں سزا یاب ھو چکا تھا - اس کے کئي بیٹے تھے - بڑا لڑکا ۱۸ - سال کی عمر سے لیکر ۳۲ - سال کي عمر تک ' ۳۴ - دفعہ سزا یاب ہوا - دوسرا لڑکا پندرہ سال کي عمر سے لیکر ۲۹ - برس کي عمر تک ۱۷ - دفعہ اسی چوري کے الزام میں قید ہوا !

دوم - ایک چودہ سال لڑکے کا حال ' جس نے اس عمر تک پہنچنے سے پہلے تین مرتبہ پون ٹینول (Pontenville) کے جیلخانہ میں سزاے قید کي عقوبتیں جھیلیں - اس کا باپ اسی جیل خانے میں کئي دفعہ جا چکا ہے ' اور اس کی ماں شارع عام میں شراب پي کر مدھوش ھوجانیکے جرم میں سزا پا چکي تھي -

سوم - ایک صحیح و سالم آدمي کا واقعہ ' جسنے ایک ایسي عورت سے شادي کي ' جو کہ سرقۂ صغیرہ کے جرم میں کئي دفعہ سزاے قید بھگت چکي تھی - اُسکی نسبت انسپکٹر جنرل جیلخانہ جات کي رپورٹ کا ترجمہ حسب ذیل ہے :

" اس جوڑے کے دو لڑکے اور دو لڑکیاں پیدا ہوئیں - بڑي لڑکی مقامي پاگل خانے میں عمر کا زیادہ حصہ بسر کر چکي ہے - چھوٹي لڑکي ابھی کنواري ہے لہذا والد کے زیر حفاظت ہے - پولیس ابھی اُسکی نسبت کچھہ رپورٹ نہیں کر سکتي -

بقیہ دو لڑکوں سے دو کنبے چلے : (م) و (ن) -

پہلے کنبہ کا باپ مقامی پاگل خانے میں رہ چکا ہے ' اور ابھي تک بڑي غضبناک طبیعت رکھتا ہے - اس کی پہلي بیوي سے دو لڑکے اور دو لڑکیاں پیدا ہوئیں - لڑکی کی پیدایش کے چھہ ھفتے بعد وہ مرگئی -

اس کے بڑے لڑکے کا اعمالنامہ حسب ذیل ہے ' اگرچہ اس کی عمر ابھی صرف پچیس برس ھی کی ہے :

گیارہ سال کي عمر میں اسے چوري کرنیکے جرم میں تربیتي گئي - اٹھارہ سال کي عمر میں اینڈوور Androver میں ایک گھڑي چرانیکي پاداش میں اسے ایک ماہ کی قید ہوئی - اسي سال ونچسٹر کالج میں فریب دھی کي غرض سے اپنا نام داخل رجسٹر کرانیکے جرم میں اسے ایک ماہ کیلیے جیلخانہ کی ھوا کھانی پڑي - پھر منچسٹر میں چند گھڑیاں چرانیکی جرم میں وہ ایک ماہ کیلیے قید خانے میں بھیج دیا گیا - پھر السٹر میں چوري کے جرم میں دو ماہ کیلیے قید رہا - ۱۹ - سال کی عمر میں ڈاکہ مارنے کی سعی کے الزام میں بمقام مین فیلڈ Man field ایک ماہ کیلیے بادشاہ کا مہمان رہا - اسی سال السٹر میں ایک گھڑي چرانیکے جرم میں اسے ایک ماہ کی اور قید ہوئی - اسی سال پھر سات دن کدایے بھیک مانگنے کی خاطر بند کر دیا گیا - بیس سال کی عمر میں بمقام نارچ کیس بکس چرانیکی غرض سے ایک ماہ کیلیے مقفل کردیا گیا - اسی سال سٹیمفورڈ میں بھیک مانگنے کے جرم میں چودہ دن کے لیے پھر قید کیا گیا - پھر ایک ماہ السٹر میں چوري کے لیے ' اور تین ماہ ڈاکے کے الزام میں شاھی چھار دیواري میں مقید نظر آیا .... چوبیس سال کی عمر میں اسے شارع عام میں بازاري زبان استعمال کرنیکی پاداش میں ۱۰ - شلنگ جرمانہ ہوا ' اور اسی سال چوري کے الزام میں ۱۵ - ماہ کیلیے جیلخانہ بھیج دیا گیا !!

دوسرا لڑکا گیارہ سال کی عمر میں چوري کے جرم میں گرفتار ہوا ' اور اسے چار ماہ کیلیے ایک ریفورمیٹري (Reformatory) (یعنے تربیت خانۂ جرائم و اوارگی - الہلال) میں بھیج دیا گیا - اور اسکے بعد ۵ - دفعہ مجسٹریٹ کے سامنے چوري کے الزام میں حاضر کیا گیا -

باقی تینوں بچے ابھی بہت خورد سال ھیں " -

یہ تو ایک کنبہ تھا - اب دوسرے کنبے یعني (م) کا حال بھي سن لیجیے :

" دوسرے بھائی کے نو بچے تھے (بخوف طوالت ھم اس طول طویل داستان کا لب لباب درج کریں گے) پہلا لڑکا گیارہ دفعہ چوري کے الزام میں قید ہوا - ایک لڑکی پاگل خانہ میں ہے - دوسري لڑکی ایک شادي شدہ نوجوان کے ساتھہ تعلق ناجائز پیدا کر کے اور اپنے والدین کو چھوڑ کر بھاگ گئی ' اور بہت عرصہ تک اسی کے پاس رھی " نتیجہ جو ہوا وہ ناظرین خیال کر سکتے ھیں - باقی بچوں کا حال بھی اسی پر قیاس کرلیجیے -

" چہارم - ایک فاحشہ عورت نے گیارہ حرامي بچے جنے - انمیں سے پانچ لڑکیاں اس فعل بد کی کئي دفع مرتکب ہوچکی ھیں -

پنجم - ایک کمزور دماغ عورت کو چند شہدوں نے گمراہ کرکے بے عصمتی پر آمادہ کیا ' جسکا نتیجہ دو ولد الزنا لڑکیوں کي صورت میں نمودار ہوا - بڑي لڑکي کي عمر اس وقت (یعني بر وقت تحقیقات کمیشن) ۱۸ - سال کي ہے ' اور وہ دو ولد الحرام بچوں کي ماں ہے ' اور چھوٹي لڑکي ناجائز حمل سے ہے "

یہہ واقعات ایسے نہیں کہ انکو محض مستثنیات کہہ کر نظر انداز کر دیا جاے ' بلکہ یہہ ایسے واقعات ھیں جو ھر روز مشاھدے میں آتے رہتے ھیں - کمیشن کي رپورٹ میں اپکو ایسے صدھا واقعات ملیں گے ' جنکو ھمنے بخوف طوالت نظر انداز کر دیا - جن حضرات کو زیادہ شوق ہے وہ اس رپورٹ کو ملاحظہ فرما سکتے ھیں -

ان تلخیصات علم و تجارب سے وہ دونوں اصول ' جو ھمنے بیان کیے تھے ' ثابت ہوتے ھیں ' یعني :

اول - اخلاق کا زیادہ حصہ موروثی ہوتا ہے -

دوم - کسي قسم کي خارجي تعلیم یا تربیت ان موروثي اثرات کو بدل نہیں سکتي -

ریفورمیٹري یا پاگل خانے عارضي طور پر انکے فوري اثر کے ظہور کو روک سکتے ھیں ' مگر جب بیمار انکی حفاظت سے نکلا ' پھر اپنی فطرت کو لوٹا - واقعہ سوم خاص طور پر قابل غور ہے - تقریباً سب کے سب لڑکے گیارہ سال کی عمر میں چوري کے جرم میں ماخوذ ھوے - اور پھر باقی تمام عمر اسی میں مشغول رہے - ریفورمیٹري میں چار سال تک اور ھر طرح کی تعلیم وغیرہ کے زیر اثر رھنے کے بعد بھی ایک لڑکے کی چوري کی عادت نہ گئی !!

یہ خیال کرنا کہ ھماري تحریر کا ماحصل یہ ثابت کرنا تھا کہ " تمام اخلاق موروثی ھی ہوتے ھیں " غلط ہوگا - ھمارا ماحصل صرف

وثایق و حقایق

نتـــائج و عـبـر

استبداد کے نتایج انسان کو دنیا هي مین نظر آجاتے هیں یورپ میں روس کي وسعت حکومت سب پر فائق هے' اور یه ظاهر هے که مغربي مدنیت کے تماشاگاه میں اس وسیع رقبۂ حکومت کے فرما نروا کو ایک خاص حیثیت سے تهذیب کا ممثل تسلیم کرنا چاهیے - مغرب کي تهذیب و مدنیت پرگو زیاده بحث کرنے کي ضرورت نهیں هے' اسلیے که ادرنه و سلانیک و مناستر و قوصوه و طرابلس و مقام رضا (علیه السلام) میں اس کے اصول عمل اچهي طرح عالم آشکار هوچکے هیں ' تاهم عجیب بات یه هے که خود اهل مغرب ان اصول کو مشرق کے مقابله میں جائز رکهنے پر بهي ان کے ممثلوں سے نفرت کرتے هیں' اور سخت اظهار نفرت کے متمني هوتے هیں- نقولا (قیصر نکولس زار روس) کي حکومت نے مسلمانوں کے مدارس بند کردیے ' مظلومان بلقان کي اعانت کرنے والوں پر سختیاں کیں' اظهار بے طرفي (نیو ٹریلٹي) پر بهي ارسال فوج و اسلحه و سامان رسد سے جبل اسود (مانٹي نگرو یا قره طاغ) کي طرفداري میں حصه لیتي رهي ' اور دول یورپ کے اس اجماع کا باعث هوي که یورپ کي مهذب سرزمین میں مسلمانوں کو حکومت کرنے کا کوئي حق نهیں هے - یه سب کچهه هوا ' اور اس کے نتایج سے تمام اهل مغرب مستفید هورهے هیں' مگر نقولا کي جان عذاب میں هے - آسایش کي زندگي اس کو نصیب نهیں ' آزادي کے فوائد اسے حاصل نهیں ' پولیس کي حراست میں اس کي عمر کٹتي هے ' اٹهتے ' بیٹهتے ' سوتے ' جاگتے ' کسي عالم میں بهي سپاهیوں کا پهره اس سے جدا نهیں هوتا - ولیم قیصر جرمني کي شاهزادي لویزي کے بزم عقد میں شرکت کے لیے برلین آتا هے ' یهاں فوج کے حصار سے جان تو بچ جاتي هے ' مگر اسٹیشن سے ایوان سلطنت تک کی مختصر مسافت میں تماشائیوں اور راه گیروں کے نعره هاے تحقیر توپ و تفنگ بن کے اس پر برستے هیں ! ! اگر اس کي اخلاقي حس پہلے هي مرده نهوچکي هوتي ' تو یه آتش بازي اسکے سوزش جسم و روح کیلیے کافي تهي -

نقولا پر کیا منحصر هے ؟ یورپ کے کسي مستبد (فرمانروا) کو بهي رعایا کي همدردي حاصل نهیں - کہتے هیں که اسلامي دنیا کا قدیم دستور احتساب انسان کي آزاد شخصیت کے حق میں ایک نهایت بدنما قرنطینه تها ' لیکن سوال یه هے که ان مستبدین کے رهنے سهنے ' کهانے پینے ' سونے جاگنے ' چلنے پهرنے ' بولنے اور چپ رهنے کا جس کاوش سے احتساب کیا جاتا هے ' یه کیا هے ؟ وه انسان کو غلام بناتے هیں ' دنیا میں غلامی پهیلاتے هیں ' قدرت کے بهترین عطیۂ حریت کے استعمال کو ' جس سے چڑیاں بهي اپنے گهونسلوں میں اور مچهلیاں بهی اپنے آبخور میں محروم نهیں هیں ' انسان کے لیے حرام بتاتے هیں ' مگر خود ان کي حالت کیا هے ؟ وه خود اپني دار السلطنت میں اپنے هي محکوم شیخ البلد (لارڈ میر) اور اشرافاتي (چمبرلین) کے غلام هوتے هیں - بارہ گهنٹے پہلے جب تک انهیں اطلاع نه دیں اور ان سے اجازت نه لے لیں ' شهر کے کسي حصے میں نه آسکتے هیں نه جاسکتے هیں - آزادي کے ساتهه سیر و تفریح وه نهیں کرسکتے ' تماشا گاهوں میں وه نهیں جاسکتے ' کسي عمومي شخص (پبلک مین) سے ملنا چاهیں ' کسي کو کچهه لکهنا چاهیں ' کوئي بات کرنا چاهیں ' سب میں یهي قید هوگي که مجلس مستشار جب اور جس سے ملنے کي اجازت دے ' اس کي پابندي کریں ' جو مسودہ مرتب هو ' وهي لکهیں ' جن امور کي تلقین کي جائے ' وهي ان کي زبان سے ادا هوں - ظاهر هے که ان قیود کے ساتهه ضمیر کي آزادي کیونکر قائم ره سکتي هے ؟ ان حالتوں میں اگر انهیں رعایا کے مصائب کا احساس نهو ' استعباد کي جفاکاریاں نظر نه آئیں ' مظلوموں کي فریاد سنائي نه دے ' تو اس میں حیرت کي کیا بات هے ؟ جس کا نور ایمان (کانشنس) مرده هوچکا هو ' جس کے ضمیر کي زندگي موت سے بدل چکي هو ' اس کو زنده سمجهنا هي غلط هے - مراحل زندگی کے طے کرنے میں حامیان استبداد کي جانب سے جو باتیں سنگ راه هوں ' انهی سے انکی شکایت کرنا بے فائده هے ؟ ایک اسٹیچو هے ' ایک کالبد هے ' ایک مجسمه هے ' جو کسي خاص طاقت سے مردم آزاري کے وظائف ادا کررها هے - اس سے گله و شکوه کیوں کرو ؟ اس کے آزار سے محفوظ رهنے کے لیے کوئي معقول و جائز و با اصول ترکیب کیوں نهیں نکالتے ؟ خسرو شعرا مدت هوئي ' اس حقیقت کي ترجماني کرچکا هے ' جسے اس کي روح حکمۃ شعریه ' به تبدیل الفاظ ' آج بهي سنا رهی هے :

رسید نالۂ من از جفاے استبداد
بر آسمان ' و شنیدند تیر و کیوانش
اگر بگوش حکومت نمي رسد ' زان است
که سالها است که از جسم ' پاره شد جانش

عرب میں ایک مثل مشهور هے : " الحر لا یحتمل الضیم " شریف آدمي سب کچهه برداشت کرلیگا ' لیکن کوئي ایسي کارروائي ' جس سے اس کي آزادي و عزت نفس کو صدمه پهونچتا هو ' کبهي بهي برداشت نهیں کر سکتا -

(۱) و لا یقیم علی ضیم یراد بـه
إلا الاذلان عیر الحی و الوتد
(۲) هذا علی الخسف مربوط برمته
و ذا یشج فلا یرثي لـه احـد

[بقیه مضمون صفحه ۱۲]

یه ثابت کرنا تها که " وراثت کو اخلاق میں دخل ضرور هے "

جن حضرات کو اس مضمون پر ایک مبسوط نظر ڈالنی هو ' شوق هے اور انگریزي بهی جانتے هیں ' وه ان هر دو کتابوں کے علاوه ' جنکا حواله همنے اپنے مضمون میں دیا هے ' مندرجۂ ذیل کتب کا بهی ضرور مطالعه فرمالیں :

اول - Heredity مصنفه جے - اے - ٹامسن J· A. Thomson

دوم - هاؤس آف کامنز ڈیبیٹ رپورٹ - مورخه ۱۷ - مئی سنه ۱۹۱۲ - جلد ۳۸ - نمبر ۶۳ -

سوم - رپورٹ رائل کمیشن سنه ۱۹۰۴ - سنه ۱۹۰۸ -

چهارم - کرائم اینڈ ان سینٹی - ڈاکٹر مرسیر .Crime and Insanity -

(حقی)

(۱) کوئي مخلوق جس پر جور و ستم منظور هو وه اس حالت کو کبهي گوارا نه کریگي - بجز دو ذلیل چیزوں کے [۱] قبیله کا اونٹ [۲] اور اس کے باندهنے کي میخ -

(۲) یه [اونٹ] تو بے آب و گیاه ' رسیوں سے بندها هوا ' سر جهکاے رهتا هے - اور اس [میخ] پر چوٹ پڑتي هے تو کوئي اس پر رحم بهي نهیں کرتا -

کارزار طرابلس

لیکن هم هیں که یه سب کچهه دیکهتے هیں ' اور یه سب سنتے هیں ' پهر بهي اپنے خاموش و استبداد پسند و بے حس طرز عمل سے مولوي روم کے اس تخیل کا مجسم نمونه بنے هوے هیں که :

چشم بند و گوش بند و لب به بند   ذره ام بر چشم بندي خدا

چشم بز رگوش باز را این ذکا   خیره ام بر چشم بندي خدا

کئی مهینے هوے مظالم بلقان کے متعلق یورپ سے داد رسي کے توقع پر ترکوں نے ایک انجمن قائم کي تهي ' جس کے میر مجلس غازي احمد مختار پاشا تهے - انجمن نے بلقانیوں کے مظالم کي ایک مفصل و مبسوط رپورٹ (تقریر) مرتب کر کے دول یورپ کے پاس بهیجي تهي ' جس پر کہیں کہیں سے جواب تو ملا ' مگر انسدادي کار روائی کسي نے بهی نه کي اور اسکي توقع بهي نهیں - تین هفتے هوے ' ترکي اخبار " صباح " نے اس رپورٹ کے متعلق ایک صاحب فرانسیسي مدبر کا ایک مضمون نقل کیا تها ' جس کا مفاد یه تها که " نادان و نا فهم بچوں کو راحت پهونچانے اور زحمتوں سے بچانے کا تو دستور هے ' اور یه دستور اچهه ایسا نا موزوں بهي نهیں ' مگر جو قوم قدرت کي دي هوئي طاقتوں کے استعمال سے بے خبر هو ' اور مصائب سے بچنے میں اپني طاقت کا سہارا پکڑنے کي جگه غیروں کے بهروسے پر بیٹهي رهے ' وه هرگز اس قابل نهیں که اسے کسي قسم کي امداد بهی دي جاے " یه ضابطه قابل تسلیم هو یا نهو ' مگر ترقي پذیر دنیا کا آج اسي پر عمل هے ' اور یهي وه بنا تهي جس پر کئي سال هوے ' کوریا کے شاهي ایلچي کو جاپاني حکومت کي شکایت کرنے پر هیگ کانفرنس میں پهانسي دے دي گئي تهي - ان مراتب کو پیش نظر رکهکر سوچو اور سمجهو که جس زوال حریت کا تم مرثیه پڑهتے هو ' جس نجات جلالت کا تمهیں رونا هے ' جس بناے قومیت کے انہدام کا زخم و صدمه هے ' کیا کبهي تم نے مناسب و معقول ذرایع سے اُس کے واپس لانے کي بهی کوشش کي ؟ اور اس بات میں جائز طریقوں پر اپني طاقت کا بهی استعمال کیا ؟ نفس میں صحیح طور پر کام کا ولوله هي نهیں تو لبوں کي شکوه سنجي سے کیا حاصل ؟

نهو جب دل هی پہلو میں تو پهر منهه میں زباں کیوں هو ؟

العاسر و موناکو والے اندلس پر ایک مشهور فرنسوي (انارکسٹ) هے ' جس کا نام ساشر هے ' کچهه زمانه هوا گولي چلائي تهي - یه شخص اصل میں فرقهٔ اشتراکیه (سوشیلسٹ پارٹی) کا ممبر تها اور العاسر کي حکومت کا استبداد دیکهه دیکهه کے اُس کا دشمن هوگیا تها - اس جرم کے بعد پولیس نے اُسے گرفتار کرلیا - قاعده تو یه هے که ایسے مجرموں کے مقدمات محکمهٔ عرفیه (کورٹ مارشل) میں پیش هوتے هیں ' اور جرم کي تحقیقات خفیه اور باطل هي هو جاتي هے ' مگر ملک کي صحافت (پریس یا اخباري اهتمام) نے ایسا شور و غل مچایا که ملک میں صداے احتجاج بلند کی گئی ' حکومت کو مجبوري و آلتي عدالت میں ارجاع مقدمه کي اجازت دیني پڑي ' جس کے علانیه اجلاس هوتے رهے ' اور اب تک هو رهے هیں - مجرم کا جواب دعوی یه هے که " العاسر کی حکومت کے اصول

مدنیة اطالیا

اطالیا اسوقت جس سب سے بڑي اُمید کي جستجو ' جس سب سے بڑي منزل کے لیے تگا پو ' اور جس سب سے زیاده صحیح راستے کو اختیار کر رهي هے ' وه یه هے که لبده اور برقه کے اطراف و جوانب میں اپني هزارها بکهري اور پهیلي هوئي رعایا کو نو آباد ' اور ان اطراف کے مذهب کو ایک کردے ' - اور طرابلس میں بربادي اندلس ' یعني اس مصیبت دلدوز ' اس آفت اسلام سوز کے احیاء کے ذریعه ' تاریخ کو بازگشت کا موقع دے !

اس نے ان ملمع کار الفاظ میں ساده لوحوں کو شه ' جاهلوں کو فریب ' اور کئی دهنوں سے سخن سازي شروع کی هے که انکو صرف متمدن بنانے ' ان کي حالت کو ترقي دینے ' انکے شہروں کو آباد کرنے ' اور ان کي ثروت کے پودوں کو پهیلانے کے لیے آئي هے ' اور یه ایسے وقت میں ' که اهل طرابلس کو اطالي برباد کن جهاز نیست و نابود کر رهے تهے ' اطالي تلواریں انکے گلے کاٹ رهي تهیں ' اطالي توپیں انکے گهر بار اور جهونپڑوں پر آتش افشاني کر رهي تهیں ' اور اطالي فوج عزتوں کو چاک ' اهل و عیال کو قید ' اور مال و دولت کو دست برد کر رهي تهي !

حالانکه ان شہروں میں اس حکومت نے صرف اسلیے احتلال (قبضه) کیا هے تاکه اپنے بکهرے هوے پودوں کو اسمیں جمع کرے ' انکی ناکرده گناه اصلي باشندوں کو اپنے آهني پنجه ظلم میں دبائے '

[بقیه مضمون پہلا کالم]

اشتراک کو سخت صدمے پهونچا لے هیں ' کار فرماؤں کے مقابلے میں طرفدروں کي کچهه پیش نهیں جاتي - معدلت کے جو اصول هیں اُن میں خود استبداد غالب هے - تمام ظالمانه احکام الفانسو هي کے نام سے نافذ هوے هیں ' لهذا اُس کے قتل کی کوشش کرلي گئی ' اصول و خبر آلیدی کوشش نهیں کهي جاسکتي - جسم کے کسي عضو میں کوئي مهلک خرابي آجاتي هے تو اُسے کاٹ دیتے هیں که دوسرے اعضا بهي اس سے ماؤف نهو جالیں ' انسان کي هیئة اجتماعیه میں بهي یهي کیفیت هے ' اور اُس کي ضرر رساني کا استیصال بهي اسي ضابطه کے تحت میں هونا چاهیے "

خود یورپ کی فضا تو ان صداؤں سے گونج رهي هے ' مگر وه مشرق سے کہتا هے که اسکے ساحت تعبد میں انصاف جوئي اور حق طلبي کی آواز سے بهي خالي نه رهے ! !

قرآن حکیم کی اصطلاح میں بهي چیز اخلاقي " تطفیف " هے :

ویل للمطففین '	بربادي و تباهي هو ان میں
الذین اذا اکتالوا	کم دینے والوں کیلیے ' جو
علی الناس یستوفون '	جب لوگوں سے خود لیتے هیں
و اذا کالوهم او وزنوهم	صاف کرلیں تو پورا پورا لیں '
یخسرون (۸۳ : ۱)	لیکن جب انکو دیں تو کم کرکے دیں ! !

طرابلس میں اطالوی افسروں نے ایک جرمن پادری کو گرفتار کیا ہے - اس جرم میں کہ اس نے رحم و انسانیت پر وعظ کہا تھا ! !

اور انکے لیے گذشتہ صدیوں کی وحشیت و درندگی پھر عود کر آے !

ہر شخص جانتا ہے کہ اطالیا سواحل بنغازی سے (جہاں تک کہ اسکے بیڑے کی توپوں کے گولے جاتے ہیں) آگے اب تک نہیں بڑھسکی ہے - بیس دن ہوے وہ اس کے نفس بد نے اسے سمجھایا کہ کم از کم (سانیہ فقیہ محمد بن شتوان) پر' کہ سواحل بنغازی سے صرف آدھہ گھنٹہ کی مسافت پر واقع ہے ' یلغار کرے - اسکی بزدل فوج استحکامات بناتی' اور سرحدیں مستحکم کرتی ہوئی نکلی' اور برابر پیش قدمی کرتی ہوئی بڑھتی گئی - یہاں تک کہ شدہ شدہ بیس گھنٹے کی مسافت طے کرگئی - جب ان شیران حریف افگن کے نیستانوں کے قریب پہنچی تو وہ ایک بارھی پھرے اور اس زور سے حملہ کیا کہ چند لمحوں کے اندر ھی صدھا لاشیں تڑپ گئیں ' اور جو بچے' وہ اس عالم میں بھاگے' کہ ساحل بحر سے ادھر ایک لمحہ کیلیے بھی کہیں دم نہ لیا ! !

مگر مزے کی بات یہ ہے کہ ایک طرف تو بنغازی میں اطالیا کی جنگی حالت یہ ہے' دوسری طرف سرکاری خبریں کہتی ھیں کہ اب تک اطالیا نے سادہ لوحان طرابلس سے نرم کلامی کا سررشتہ ھاتھہ سے نہیں دیا ہے - وزارت مستعمرات (نو ابادی) ان سے وعدے کرتا ہے' انہیں امیدیں دلاتا ہے ' انہیں پھسلاتا ہے ' انہیں بہلاتا ہے ' کیونکہ اسکو یقین ہے کہ ملک داری ' ستمرانی ' خانماں بربادی ' عصمت دری ' اور مردم کشی سے نہیں ہوتی بلکہ نرمی ' فریب ' روباہ بازی ' اور سیم و زر کے عوض میں دنی الطبع و سفلہ مزاج دلوں کی خریداری سے ہوتی ہے ! ! با این همه اسکی فوج میں ایک جماعت ہے جو قتل و سفاکی وغیرہ وغیرہ سے دلوں کی آگ بھی روشن کرتی رہتی ہے - پس اگر اطالیا اپنی اس فرنگیانہ ستمرانیوں کو نرمی اور حسن سلوک خیال کرتی ہے' اللہ اکبر ! اُس وقت کیا ہوگا جب نہ سختی ' کینہ کشی ' تنگ گیری اسکے اُن خیالات کو پورا کریگی ' جنکو اسکا کینہ پرور سینہ چھپاے ہوے ہے ؟ ؟

کل کی بات ہے کہ بنغازی میں ایک غریب الوطن جرمنی کے پادری کو اسلیے قید کر دیا گیا تھا' کہ وہ اپنے معمولی مواعظ میں انسانی رحم و ھمدردی کے الفاظ بکثرت کیوں بولتا ہے ؟

بعض دیگر ارباب مستعمرات حکومتوں کی پیروی میں ' حکومت اطالیا نے بھی بنغازی کی فوج کے لیے بازار والوں کو (کہ متوسط طبقہ سے تعلق رکھتے ھیں) بجبر بھرتی کرنا' اور عوام کے لیے رزق کے دروازے بند کرنا شروع کردیا ہے - بالکل مبالغہ نہ ہوگا ' اگر کہا جاے کہ اسوقت طرابلس کے اطالوی مقبوضات میں احتیاج' فاقہ' اور ضرورت کی جو گرم بازاری ہے' اسکی نظیر کہیں نہیں ملسکتی -

عرب طرابلس کے ساتھہ حکومت اطالیا جو کچھہ کرنا چاھتی ہے' اسکا اندازہ اسکے اعمال و احکام سے ہو سکتا ہے -

غیر اطالوی مال پر ۵ - فیصد چنگی لگائی گئی ہے - اطالوی ممالک میں آلو اور اسی قسم کی دو ایک چیزوں کے سوا پیدا ھی کیا ہوتا ہے ' جو اطالوی تاجر لا کے یہاں فروخت کرینگے ؟ اسکے علاوہ شہری عربوں کا مدار زندگی تو اطالوی بوٹوں کے صاف کرنے پر ہے - پس اگر اطالوی اسباب راحت و آرام لائے بھی تو یہ تہیدست انکو خریدینگے کہاں سے ؟ غرض گرانی بڑھیگی اور غریب طبقہ ' کہ آبادی کا بیشتر حصہ ہے ' فاقہ و موت کا شکار ہوگا -

تمام دیسی تاجر اس خیال سے ایک تنگ بازار میں نظر بند کیے گئے ھیں کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ یہاں سے اسکندریہ تجارت کے بہانے چلے جائیں اور مجاھدین سے ملجائیں !

چند مدارس بھی کھولے گئے ھیں اور یہ یورپ کا سب سے بڑا شیطانی دسیسہ ہے - ان میں قران حکیم کے علاوہ (جسکی نسبت بیان کیا گیا ہے کہ پڑھایا جالیگا) باقی تمام تعلیم صرف اطالوی زبان میں ہوگی جو کچھہ شروع بھی ہوگئی ہے -

ایک معمولی اطالوی کی رپورٹ پر عربوں کو انکی زمینوں سے بیدخل کر دیا جاتا ہے ' اور وہ زمینیں نہایت ارزاں قیمت پر اطالویوں کے ھاتھہ فروخت کر دی جاتی ھیں - ان مصائب پر مستزاد یہ ہے کہ جب سے اطالوی آئے ھیں ' قحط و گرانی برابر رہتی ہے اور بھوک کا خراج دینے کے لیے وہ بدبخت اپنی زمینیں اور گھر اطالویوں کے ھاتھہ نہایت کم قیمت پر خود ھی فروخت کر ڈالتے ھیں -

دولت عثمانیہ نے جو استقلال اداری دیا ہے ' اسکی حالت یہ ہے کہ نائب السلطان اپنے گھر تک پر عثمانی علم نصب نہیں کر سکتا ! -

بنغازی میں بازار کے فقیر الحال لوگ ، کہ جنمیں بچے اور عورتیں بھی شامل ھیں اسلیے قید کر لیا ہے کہ وہ اپنا مال سامان فوج کے حوالے نہیں کر دینگے۔

ادبیات

مذہب یا سیاست

تم کسی قوم کی تاریخ اٹھا کر دیکھو * دو ہی باتیں ہیں کہ جن پر ہے ترقی کا مدار
یا کوئی جذبۂ دینی تھا، کہ جس نے دم میں * کردیا ذرۂ افسردہ کو ہم رنگ شرار
ہے یہ وہ قوت پر زور کہ جسکی ٹکر * سنگ خارا کو بنا دیتی ہے اک مشت غبار
اسکی زد کھا کے لرز جاتی ہے بنیاد زمیں * اس سے ٹکرا کے بکھر جاتے ہیں اوراق دیار
یہ اسیکا تھا کرشمہ کہ عرب کے بچے * کھیلنے جاتے تھے ایوانگہ کسرا میں شکار
وہ الٹ دیتے تھے دنیا کا مرقع دم میں * جنکے ہاتوں میں رہا کرتی تھی اونٹوں کی مہار
اسکی برکت تھی کہ صحرائے حجازی کی سموم * بنگئی دہر میں جاکر چمن آرائے بہار
یہ اسیکا تھا کرشمہ کہ عرب کے رہزن * فاش کرنے لگے جبریل امیں کے اسرار

* * *

یا کوئی جاذبۂ ملک و وطن تھا، جسنے * کردیے دم میں قوائے عملی سب بیدار
ہے اسی مے سے یہ سرمستی احرار وطن * ہے اسی نشے سے یہ گرمی ہنگامۂ کار

* * *

آپ دونوں سے کیے دیتے ہیں ہم کو محروم * نہ سیاست ہے نہ ناموس شریعت کا وقار
مدتوں بحث سیاست کی اجازت ہی نہ تھی * کہ وفاداری مسلم کا تھا یہ خاص شعار
اب اجازت ہے مگر دائرۂ بحث یہ ہے * کہ گورنمنٹ سے اس بات کے ہوں عرضہ گذار
"ہم کو پامال کیے دیتے ہیں ابنائے وطن * ڈر ہے، پس جائے نہ یہ فرقۂ اخلاص شعار
یہ بھی اک گونہ شکایت ہے غلاموں کو ضرور * کہ مناصب میں ہے کم حلقہ بگوشوں کا شمار"

* * *

اب رہا جذبۂ دینی، تو وہ اسطرح مٹا * کہ ہمیں آپ ہی آتا ہے اب اس نام سے عار
وضع میں، طرز میں، اخلاق میں، سیرت میں، کہیں * نظر آتے نہیں کچھ حرمت دیں کے آثار
آپ نے ہم کو سکھائے ہیں جو یورپ کے علوم * اس ضرورت سے نہیں قوم کو ہرگز انکار
بحث یہ ہے کہ وہ اس طرز سے بھی ممکن تھا * کہ نہ گھٹتا کبھی ناموس شریعت کا وقار
ہم نے پہلے بھی تو اغیار کے سیکھے تھے علوم * ہم نے پہلے بھی تو اس نشہ کا دیکھا ہے خمار
نام لیتے تھے ارسطو کا ادب سے، ہرچند * تھے فلاطون الہی کے بھی شکر گذار
جانتے تھے مگر اسباب کو بھی اہل نظر * کہ حریفوں کو نہیں انجمن خاص میں بار
یعنے یہ بادۂ عرفاں کے نہیں ذوق شناس * بزم اسرار کے یہ لوگ نہیں بادہ گسار

* * *

آج ہر بات میں ہے شان تفرنج پیدا * آج ہر رنگ میں یورپ کا نمایاں ہے شعار
ہیں شریعت کے مسایل بھی وہیں تک مقبول * کہ جہاں تک انہیں معقول بتائیں اغیار

* * *

نہ شریعت، نہ سیاست، تو پھر اب کسکے لیے * یہ تگ و دو ہے، یہ شورش ہے، یہ غل ہے، یہ پکار؟

(شبلی نعمانی)

مغرب اقصی

معرکہ سینغال

الجزائر میں منطقہ استنبولیہ کے قریب ایک مقام ہے' جو الخنق کے نام سے معروف ہے - اس میں ایک بازار ہے جسکو (سوق سلیغال) کہتے ہیں - ۱۰ - اپریل کو اس بازار میں اُس آتش وطن و حریت پرستی کے پھر شعلے بھڑکے ' جو آج ایک صدی سے باشندگان مغرب اقصی کے سینوں میں سلگ رہی ہے' اور جسکے بجھانے کے لیے بارہا اعداء حریت و انسانیۃ یعنی فرانسیسی ملاعنہ کی تلواریں جزائری خون کی نہریں بہا چکی ہیں -

اس معرکۂ مقدسہ یا کرشمہ طرازی حریت و وطن پرستی کی داستان تازہ عربی ڈاک سے موصول ہوئی ہے -

بربجی اور متالسہ کے حریت پرست قبیلوں کے مجاہدین کا ایک جم غفیر سوق سینغال میں جمع ہوا - ان جانبازان راہ حریت و وطن کی تعداد صرف ۱۸ - سو تھی ' جنمیں ۶ - سو اسپ سوار ' اور ۱۲ - سو پیادے تھے -

اس اجتماع کا مقصد یہ تھا کہ مرکز نخیلہ میں فرانسیسی غارتگران حریت پر حملہ کیا جاے - (مولویہ) کے بعض مرکزوں نے اسکی اطلاع جنرل آلیکس کو دیدی -

مغرب اقصی کے مشرقی حصے کے فرانسیسی قائد نے یہ طے کیا کہ ان مجاہدین کرام کے آغاز عمل سے پہلے اُن پر حملہ کر کے ' انکا شیراز برہم کردیا جاے - اس قرار داد کی بنا پر اس نے ایک رجیمنٹ ترتیب دی' جسکی قیادت خود اپنے ہاتھہ میں لی' اور ۹ - بجنے شب کو مرادہ سے نکل کے روانہ ہوگیا - صبح ہوتے ہوتے نخیلہ کے قریب پہنچا' اور اسکی محاذات میں مقیم ہوگیا -

اس تازہ فوج کی آمد فرانسیسی محافظ فوج کے لیے ایک مژدہ جاں بخش تھی' جو ان مجاہدین راہ حریت کی تیغ خوں آشام سے انہیں نجات دینے کے لیے آئی تھی - اس نے نہایت گرمجوشی اور مسرت آمیز ازخود رفتگی کے ساتھہ استقبال کیا' اور اپنی جماعت میں سے بھی چند پلٹنیں بطور مزید کمک کے ساتھہ لے لیں -

فاس دار الحکومت مراکش کا ایک تاراج شدہ بازار
حملہ فرانس کے بعد

یہ مجموعی فوج دو حصوں میں منقسم ہوکے آگے بڑھی - اور کوہ زاغ سے اُترکے مجاہدین کرام کی منزلگاہ کی طرف روانہ ہوگئی - منزلگاہ سے جب اسقدر قریب پہنچگئی کہ خیموں کی چوٹیاں نظر آنے لگیں تو فرانسیسی توپخانہ مرکز مناسب کی جستجو کی غرض سے پیچھے رہگیا' اور دونوں رجیمنٹ آگے بڑھیں - صبح کا وقت تھا - قریباً ۵ - بجے تھے - دفعتاً ایک آواز سنائی دی - یہ آواز ایک مغربی مجاہد کی بندوق کی تھی' جو اس نے فرانسیسی ملاعنہ کے سواروں پر سر کی تھی - آواز بمشکل خاموش ہوئی تھی کہ نعرہ ہاے تکبیر بلند ہوئی ' اور نعروں کے ساتھہ ہی مختلف اطراف و اکناف سے سواروں کی ٹولیاں آتی ہوئی نظر آئیں - گھوڑوں کی باگیں ڈھیلی تھیں' اور سرعت رفتار کی یہ حالت تھی کہ ٹاپیں بمشکل زمین پر پڑتی تھیں - بندوقیں سواروں کے سینوں سے لگی ہوئی تھیں' اور دھانوں سے گولیوں کی بارش ہورہی تھی - مجاہدین کرام اور جنود ملاعنۂ فرانسیسیہ میں چونکہ مسافت زائد تھی' اسلیے گولیوں کی زد سے محفوظ تھے - سوار پیادوں کے انتظار میں رک گئے - پیادے جب آگئے تو سب ملکے آگ برساتے ہوے آگے بڑھے - مجاہدین نے جو نقشۂ جنگ تجویز کیا تھا ' وہ یہ تھا کہ سواروں کی ٹولیاں مختلف اطراف و آکناف سے نکلیں' اور دشمن کے طرف اس انداز سے بڑھیں' کہ جب اسکے قریب پہنچ جائیں تو انکا ایک حصار آهنی

(بقیہ صفحہ ۱۷)

سرکاری دفتروں کی حالت عجیب و غریب ہے - مسلمان ملازموں میں سے ایک شخص بھی ایسا نہیں جو اطالوی زبان اچھی طرح جانتا ہو' مگر باایں ہمہ وہ فریب دہی کیلیے رکھے گئے ہیں اور انکا کام یہ ہے کہ گھروں میں بیٹھے رہیں - قطع نظر اسکے کہ اس سے بیکاری کی عادت پیدا ہوتی ہے' ہر شخص سمجھہ سکتا ہے کہ یہ پنشن ہمیشہ نہیں ملیگی اور جلد یا بدیر موقوف ہو جایگی' پھر وہ نان شبینہ تک کو محتاج ہو جائیں گے -

ڈاک کے محکمے میں ایسے لوگ رکھے گئے ہیں جو عربی حروف تک نہیں پہچانتے ! عدالتوں میں اہل کریٹ و یونان رکھے گئے ہیں' جنھوں نے اطالوی تبعیت کو قبول کرلیا ہے - مختصراً یہ کہ جن محکموں سے عربوں کو شب و روز کام پڑتا ہے ' انمیں ایک شخص بھی ایسا نہیں ہے جو عربی پوری طرح جانتا ہو -

اس مختصر مضمون میں ان تمام مظالم و مصائب کا استقصاء ناممکن ہے جو اس وقت طرابلس میں نازل ہو رہے ہیں اور جنمیں سے ہر ایک' برق خرمن و خوں ریزی ہے ' اور جو اسلیے گرائی جا رہی ہے کہ شہری و ساحلی عربوں کی بیخکنی کردی جاے -

چونکہ شیخ سنوسی (متع اللہ المسلمین بطول بقاله) نے اطالیا کے موجودہ مقاصد اور آیندہ کے پوشیدہ ارادوں کو محسوس کر لیا ہے' اسلیے اعلان کر دیا ہے کہ انکا جہاد برابر جاری رکھا جائیگا - یہاں تک کہ اللہ اسلام اور اسکے دشمنوں میں فیصلہ کردے -

یہ تمام حال ساحلی مقامات اور شہر کا ہے - البتہ اندرون طرابلس اب تک شر لعنۃ مسیحیہ سے محفوظ ہے' اور یہ اللہ کے ہاتھہ میں ہے کہ وہ اسکے مستقبل کو اسکے حال سے بہتر کردے -

بن جائے - اسمیں دشمن ہر چہار طرف سے گھرا ہو' اور اسقدر شدید آتشباری کی جائے کہ تھوڑی ہی دیر میں گھوڑوں کی زینیں سواروں سے خالی نظر آنے لگیں !!

مجاہدین اسلام کا پڑاؤ معرکہ گاہ سے ۴ - سو میٹر کی مسافت پر تھا' فرانسیسی انسان پاش توپوں نے اس پر گولے اتارنا شروع کردیے - پڑاؤ قلعہ نہ تھا کہ اسکی سنگین دیواریں اپنے پناہ گزینوں کے لیے سینہ سپر ہوتیں - فدا کاران حریت نے دیکھا کہ اب تبدیل مقام ناگزیر ہے - فوراً اسکے انتظام میں مصروف ہوگئے - فرانسیسیوں نے اس مشغولیت کو مغتنم خیال کیا - جنرل الیکس جو اب تک کوہ زاغ کی چوٹی پر کھڑا' رفتار جنگ دیکھہ رہا تھا' اترا' اور فوج کو لیکے دفعۃً مگر انتظام کے ساتھہ ٹوٹ پڑا - حملہ خطرناک موقع شناسی کے ساتھہ کیا گیا تھا' جسکا نتیجہ عموماً فوج حریف کی پراگندگی' برہمی' اور دیوانہ وار گریز کی صورت میں نکلتا ہے' مگر یہ علم برداران حریت جوش سرفروشی کے ساتھہ کمال جنگ آرائی بھی رکھتے تھے - پیادوں میں فوراً ایک انتظام قائم کیا گیا' اور اپنے سامنے کے نشیب و فراز سے پورا فائدہ اٹھانے کا موقع حاصل کر لیا -

حملہ آوروں نے آگ برسانا شروع کردیا - دشمن کے گولے آتشیں شہاب ثاقب تھے کہ فضا سے زمین پر بکثرت آرہے تھے' مگر سواروں کی بے جگری کا یہ عالم تھا کہ نہایت بے پروائی سے ہر طرف گھوڑے اڑاتے پھرتے تھے' اور برق کی طرح کبھی یہاں تھے اور کبھی وہاں !!

۵ - بجے صبح سے زوال آفتاب کے ایک گھنٹہ بعد تک آتشباری ہوتی رہی' اور گو فرانسیسی فوج ایک طرف تربیت یافتہ اور دوسری طرف فرانس کے جہنمی اسلحہ سے آراستہ تھی' مگر با ایں ہمہ ان جانباز پرستاران اسلام و وطن کی "بنیان مرصوص" کو اپنی جگہ سے نہ ہٹا سکے' اور عاجز ہوکے خود ہی نخیلہ واپس چلے گئے - مجاہدین کرام میں بعض نے موخرۃ الجیش (بالکل آخر کی فوج) پر تھوڑی دیر تک آتشباری کی' لیکن بیشتر حصہ کوہ و جبل کی طرف چلا گیا -

اس معرکۂ خونریز کے اسطرح انجام پذیر ہونے کے بعد مجاہدین غیور' کارزار سے شہداء اور مجروحین کو لائے - تجہیز و تکفین اور معالجہ سے فراغت کے بعد اپنی جماعت کی رخنہ بندی کے طرف متوجہ ہوے -

مجاہدین سرفروش اور ضروریات جنگ کی فراہمی کے بعد ایک دوسرے فرانسیسی مرکز کی طرف انہوں نے اپنے حملے کا رخ کیا - قالد فالی کی ماتحتی میں تھوڑی سی فوج تھی - ان مجاہدین میں کچھہ لوگ ایسے بھی تھے' جو فرط شوق جہاد سے با قاعدہ جنگ کا انتظار نہیں کر سکتے تھے - دن کو تو نہیں جاتے تھے کہ مصلحت عامہ کے خلاف ہوتا - البتہ رات کو پیٹ کے بل رینگتے ہوے قلعہ تک پہنچ جاتے تھے - رفتار کا یہ انداز اسلیے اختیار کیا گیا تھا کہ دشمن کو انکی آمد کا علم نہ ہو - قلعہ کے قریب پہنچکر بندوقیں سر کرتے تھے جن سے کم از کم اتنا تو ہو رہتا کہ دشمن کے سپاہی اور جانور مرتے' زخمی ہوتے' اور کچھہ نہیں تو کم از کم انکی تمام شب اضطراب و قلق اور خوف و بیم ہی میں گزرتی -

جنرل الیکس نے یہ طے کرلیا تھا کہ جو قبیلہ یا جماعت راہ حریت پرستی میں علم جہاد بلند کرے' اسکی تعذیب و تنکیل کے لیے وہ مع اپنے انسان صورت بھیڑیوں اور آلات جہنمیہ کے فوراً پہنچ جاے' اور اسوقت تک سفاکی و خونریزی جاری رکھے'

تاریخ حسیات اسلامیۂ مسلمانان ہند

کا ایک ورق

اعانۂ مہاجرین

تسلیم - مجھے یقین ہے کہ آپ مجھکو اور میرے لڑکے ...... کو نہ بھولے ہونگے - سال گذشتہ میں نے ارزاں ملنے کے لالچ میں برخوردار ... کے نام سے پرچہ جاری کرا دیا تھا' اور بعد میں آپکو یاد ہوگا کہ میں نے ہی یہ واقعہ لکھکر آپ سے استدعا کی تھی کہ پوری قیمت آٹھہ روپیہ روانہ کردوں' مگر آپنے یہ گوارا نہیں فرمایا کہ میرے لڑکے سے پوری قیمت لیجاے - اس مرتبہ آٹھہ روپیہ اخبار کی واجبی قیمت سے بھی کم قیمت بھیج چکا ہوں - اب آپنے ۸ - آنہ قیمت کا اعلان کیا ہے اور ۷ - روپیہ ۸ انہ مظلوم ترکوں کے واسطے وقف کردیا ہے - میرے پاس واللہ الفاظ نہیں ہیں' جنکے ذریعہ آپکی اس فیاضی کا اعتراف کروں' اور آپکو بتادوں کہ میری ذات پر آپکے اس ایثار نے کیا اثر کیا ہے ؟ مگر ہاں میں اس نتیجہ پر پہونچا ہوں کہ ہنوز دنیا میں ابتداے اسلام کا نمونہ باقی ہے !!

موقع تو یہ ایسا تھا کہ عالم گیر کے اُستاد ملا جیون صاحب کے اس قصہ کو دہرا لیا جاتا' کہ جب وہ سراے میں منزل مقصود پر طویل سفر کرکے پہونچے' تو سستی سواری ماجانے پر پھر مکانکو واپس روانہ ہوگئے ! پس اسوقت مکرر الہلال خرید لیا جاتا - مگر میں آپسے سچ کہتا ہوں - آپکی حالت ہر اعتبار سے قابل اعانت ہے' اور میرا دل ہرگز نہیں گوارا کرتا کہ آپ جن نقصانات کو برداشت کر رہے ہیں' ان سے زیادہ آپسے توقع رکھی جاے - بخدا اگر آسانی سے ممکن ہوتا تو میں

[بقیہ مضمون پہلا کالم]

جب تک یہ علم مبارک سرنگوں نہ ہو جائے - قبائل الجزائر کی حالت معلوم ہے - وہ بے برگ و نوا' بے اعوان و انصار' بے علوم و معارف انسانوں کا ایک گروہ ہے' جن سے انکی عزیز ترین متاع یعنی حریت و استقلال سلب کرلی گئی ہے' اور گو اس پر ایک مدت مدید گزر گئی' مگر وہ اپنی چھنی ہوئی حریت وحکومت کو نہیں بھولتے - ہر وقت ایک آگ سی لگی رہتی ہے' اور جب فرانس کے مظالم کا دامن اسکو ہوا دیتا ہے تو اس سے شعلے بلند ہونے لگتے ہیں - انکو خون کی بارش' دبا سکتی ہے' مگر بجھا نہیں سکتی -

معرکہ سینغال کے بعد مرکز نخیلہ کی طرف سکون ہو گیا - مگر دوسرے مرکز کے قریب شعلے بھڑک رہے تھے - جنرل منکور نے اپنی مستعدی اور قدرت کے اظہار کے لیے اس کی طرف بھی فرانسیسی بھیڑیوں کا ایک غول بھیجا' مگر تمام نقل و حرکت اور خونریزی و سفاکی کا ماحصل یہ ہے کہ اسوقت دونوں مرکز خطرے میں ہیں' اور فرانسیسی محافظ فوج ہر وقت خوفزدہ رہتی ہے -

---

مراکش

آخر ترین رپورٹ سے معلوم ہوتا ہے کہ ترزیت' ایت یراز' انشیعن اور ایت عزبردہ میں ایک حرکت عام پھیلی ہوئی ہے - یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ الہبا کی جماعت فرانسیسی مقبوضات مراکش پر تاخت و تاراج کر رہی ہے : ولعل اللہ یحدث بعد ذلک امرا -

اس تیس ہزار کی رقم میں ایک معقول حصہ اپنے ذمہ لے لیتا ' مگر میں مجبور ہوں - لہذا آج ۸ - روپیہ بھیجتا ہوں ' اور آپکو اسلام کے خلوص کی قسم دیتا ہوں کہ انکو بلا اجراے پرچہ اوس فنڈ میں ڈالدیں ' اور الہلال کے بالعوض صرف ان حقیر روپیوں کے جواب میں ایک خط خاص اپنے قلم کا باطلاع خیریت مزاج مجھے بھیجدیں - کیونکہ ایک سال سے مجھے اسکا اشتیاق ہے ' اور سال گذشتہ سے باوجود میری خط وکتابت کے آپکا دستی خط نہیں ملا ہے - اگر آپنے روپیہ لینے میں تامل کیا تو میں خدا کو گواہ کرتا ہوں کہ پھر تابعیات میرے آپکے تعلقات غائبانہ بھی نرہینگے' اور آپ ایک مخلص کو کھوکر افسوس کرینگے -

ہاں جب تک آپ اپنے قلم خاص سے خیریت لکھکر نہ بھیجینگے ' یہ روپیہ میری ملکیت رہیگا - میری یہ تحریر ہرگز آپ اخبار میں نہ درج فرمالیں ' اور اگر ضرورت ہو تو میرا نام نہو -

الہـــلال

آپ اُن لوگوں میں ہیں کہ اپکی ایک نظر شرق ' الہلال کی بہتر سے بہتر قیمت ہے - کیا کیجیے کہ کوئی کام بغیر بقدر ضرورت روپیے کے قائم نہیں رہسکتا ' ورنہ الہلال کی صدا تو فیضی کے الفاظ میں یہ ہے :

نفائس دل و دین می دهم به نیم نگاه
بمن معاملهٔ کن که راست گفتارم

باقی آپنے اس عاجز کے اس ارادۂ محقرۂ ترسیل اعانہ کی نسبت جو الفاظ لکھے ہیں ' تو میرے حق میں دعا کیجیے کہ ان حقیر و نا قابل ذکر امور کی جگہ ' کسی واقعی قابل ذکر و یاد خدمت ملی انجام دینے کی توفیق پاوں - یہ جناب نے کیا ارقام فرمایا کہ " دل گوارا نہیں کرتا کہ اس سے زیادہ آپ سے توقع رکھی جاے " ؟ یہ بات ہی کونسی تھی کہ قابل توقع ہوتی ؟ توقعات کا پورا میدان تو ابھی خالی پڑا ہے ' اور وہ پیش آنے والا ہے - اگر اُن توقعات کا تھوڑا بہت بھی اہل ثابت ہوا ' تو سمجھونگا کہ زندگی اور زندگی کے ولولے بیکار نہ گئے - ورنہ جس معبد کی تقدیس کیلیے جان و ناموس کی قربانیوں کی ضرورت ہے ' وہاں ان حقیر مالی نقصانات کی نذر کو کون پوچھتا ہے ؟

در مدرسه کس را نه رسد دعوی توحید
منزل گه مردان موحـــد سر دار ست

صداے اعانت مشتہرہ الہلال مورخہ ۱۴ - جمادی الثانیہ ۱۳۳۱ ہجری کے جواب میں اٹھہ روپیہ میں بھی پیش کرتا ہوں - بذریعہ قیمت طلب پارسل وصول فرما کر منزل مقصود تک بھجوا دیجیے - باقی رہا جناب کا ایک سال کے لیے الہلال بھجوانا ' وہ جناب کا اختیار ہے - بھجوالیں یا نہ بھجوائیں - الہلال اور آٹھہ آنہ !

نرخ بالا کن که ارزانی هنوز

خیر' جزاکم اللہ خیر الجزاء -

مکرر آنکہ - مشفقی منشی صوبہ خانصاحب برانچ پوسٹماسٹر جہت پٹ بتقریب تولد فرزند سعید خود بجاے اٹھہ روپیہ کے مبلغ ۱۰ - روپیہ اسطرح پر پیش کرتے ہیں کہ دس روپیہ کا وی - پی - پرچہ الہلال کا ان کے نام بھیجا جاوے - جسمیں سے آٹھہ آنہ قیمت الہلال براے ایک سال وضع کرکے بقیہ ساڑھے نو روپیہ داخل فنڈ زر اعانہ مجروحین عساکر عثمانیہ جمع کیا جاے -

ثالثا - محبی سید فضل شاہ صاحب سب اسسٹنٹ سرجن جت پت جو پہلے سے الہلال کے خریدار ہیں ' مبلغ سولہ روپیہ بتقریب تولید فرزند سعید خود اسطرح پیش کرتے ہیں کہ بمجرد رسیدن عریضہ هذا ' مبلغ سولہ روپیہ کا وی - پی - انکے نام بھجوایا جاوے - اسمیں سے پندرہ روپیہ تو داخل فنڈ اعانہ مجروحین کیا جاوے ' اور آٹھہ آنے میں الہلال ایک سال کے واسطے بخدمت با برکت سیدی و مولائی حضرت شاہ ابو الخیر صاحب نقشبندی مجددی بمقام کوائٹہ (بلوچستان) جاری فرما دیویں' اور باقی آٹھہ آنے میں سید فضل شاہ صاحب یعنی خود معطی کے واسطے الہـلال از ابتداے یکم جولائی سنہ ۱۹۱۳ - لغایت - ۳۰ - جون سنہ ۱۹۱۴ع تک جاری فرما دیویں - کیونکہ ان کا موجودہ چندہ ۳۰ جون سنہ ۱۹۱۳ کو ختم ہو جایگا -

(جناب عبد الغنی صاحب سب اور سیر محکمہ نہر دلگی سرحد شمال مغرب)

اعانۃ مہاجرین میں کمترین کے طرف سے ایک نہایت ہی ناچیز ہدیہ ۵۰ - روپیہ کا (نوٹ نمبر ۱) منظور فرماویں' نیز چاہتا ہوں کہ الہلال کے دفتر پر کسی طرح کا بوجھہ نہو - میں الہلال کی اشاعت کو بھی اعانۃ مہاجرین سے کم نہیں سمجھتا - کیونکہ وہ اگر جسمانی مہاجرین کی اعانت ہے' تو یہ اُن روحانی مہاجرں کی اعانت ہے ' جنکے دل سے حب اسلام اور ایمان قریبا ہجرت کر چکی ہے - اور اس قوت اور روح اسلامی کو مسلمانوں کے دلوں میں آباد کرنے کے واسطے الہلال کی دعوت ایک غیبی تائید ہے ....

یہاں خدا کے فضل سے ہر شخص آپکے مشن بلکہ آپکے طریق تبلیغ کو دل سے لبیک کہتا ہے - خدا اپنے فضل اور قدرت کاملہ سے سرسبز کرے ' حوادث زمانہ سے بچاے اور آپکی ذات اور " الہلال " کو باعث تقویت دین و ایمان مسلمانان عالم کرے -

کیا ہی اچھا ہو کہ آپ تمام اردو پریس کے ذریعہ یا ہینڈ بل کی شکل میں اپنا اشتہار " اعانت مہاجرین " عام پبلک کے ہاتھوں میں پونچھانیکی کوشش فرمائیں -

" اعانۃ مہاجرین " کا اشتہار موجودہ صورت میں صرف الہلال ہی کے ناظرین دیکھہ سکتے ہیں' مگر اصل مدعا اور اصل غرض تو یہ ہے کہ اس " ایک پنتھہ دو کاج " میں عام پبلک شریک ہو ' اور آپکا ہاتھہ بٹاے -

الہـــلال

یہ درست ہے - اسی غرض سے اسکا اعلان تمام معاصرین کیخدمت میں بھیجدیا گیا تھا - بعض حضرات نے بصیغۂ مراسلات' بعض نے بمعارضہ اشتہارات معاصرانہ' اور بعض نے پورے ایک صفحہ کی اجرت لیکر چھاپا' اور بعض نے شائع ہی نہیں کیا - سب کا شکرگذار اور دعا گو ہوں - اب علیحدہ اوراق پر چھپوا لیتا ہوں کہ متفرق طور پر تقسیم ہو سکے -

جناب محمد مصطفی صاحب (حیدر آباد)

براہ کرم بموجب تجویز مذکور ایک پرچہ الہلال میرے نام جاری کیجیے' اور پہلا پرچہ ۱۵ - روپیہ ۸ - آنہ کا وی - پی - کرکے بھیجدیجیے - منجملہ اس رقم کے ۸ - روپیہ الہلال کی قیمت مجرا کرکے حسب تجویز متذکرہ بالا کارروائی فرمائیے' اور بقیہ ۷ - روپیہ ۸ - آنہ بلا معاوضہ الہلال' میری جانب سے اعانت مہاجرین کے فنڈ میں داخل کرکے مطلع فرمائیے -

فہرست

زر اعانۂ دولت علیۂ اسلامیہ

(۲۴)

[illegible]

	پائی	آنہ	روپیہ
[illegible] صاحب	۰	۴	۲۳
[illegible]	۰	۲	۱۵
[illegible] صاحب	۰	۰	۱۵
[illegible]	۰	۰	۰
[illegible]	۰	۰	۱۰
[illegible] صاحب	۳	۱	۶
[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]

میزان [illegible]

[illegible]

آل انڈیا شیعہ سنٹرل بورڈنگ ہوس

ضرورت ہے

۱۲ رجب سنہ ۱۳۳۰ کو آل انڈیا شیعہ سنٹرل بورڈنگ ہوس کا افتتاح ہوگا۔ جو شیعہ طلبا اس بورڈنگ میں داخل ہونا چاہتے ہیں وہ فوراً اپنی درخواستیں بنام آنریری سکریٹری آل انڈیا شیعہ سنٹرل بورڈنگ ہوس، مقام حالاں منزل [illegible] ارسال کریں فقط۔ سید احمد علی [illegible]

آنریری سکریٹری

[illegible]

حسب [illegible] مہاجرین کی مدد پر [illegible] ہوں جو اپنے درد میں شریک ہوکر [illegible] ہیں اور اسیقدر رقم زر اعانت میں بھی دیتا چاہتا ہوں۔

الہلال میں [illegible] مہاجرین عثمانیہ دیکھکر ایک قسم کی [illegible] ہوئی اور دل دھڑکنے لگا [illegible]

[illegible]

(مولوی [illegible])

[illegible]

(مہدی حسن)

[illegible]

(شیخ محمود [illegible])

[illegible]

([illegible])

[illegible]

(محمد [illegible])

Published by A. K. Azad, at The Hilal Electrical Press, [illegible] House, 7/1 McLeod Street, Ca[lcutta]